عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۴ | یکم تا ۷ شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق یکم تا ۷ فروری ۲۰۲۵ء | شمارہ: ۵

اسلام اور انسانی حقوق

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org
www.amtkn.com
Email: editorkn@yahoo.com

لاولد بھائی کے ترکہ کی تقسیم

س:...... ہمارے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اور ان کی بیوی کا انتقال پہلے ہی ہوگیا تھا۔ اب ورثاء میں ہم دو بھائی اور ایک بہن ہیں۔ ترکہ میں بھائی نے تقریباً دس مرلہ زمین چھوڑی ہے۔ بہن کے بچے کہتے ہیں کہ ہم نے ماموں کی خدمت کی ہے، اس لئے ان کی زمین پر اب ہمارا حق ہے۔ برائے مہربانی آپ وضاحت فرمادیں کہ شرعاً اس کے حق دار کون ہیں؟ اور کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ کے مرحوم بھائی کا کُل ترکہ شرعاً پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے دو، دو حصے مرحوم کے ہر ایک بھائی کو اور ایک حصہ مرحوم کی بہن کو ملے گا۔ بہن کے بچوں کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ اس لئے ان کا ترکہ میں سے مطالبہ کرنا درست نہیں۔ انہوں نے جو مرحوم کی خدمت کی ہے، اس کا اجر اللہ تعالیٰ آخر میں عطا فرمائیں گے۔ اسی طرح مرحوم کی بیوی کا پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا، اس لئے اس کا یا اس کے ورثاء کا بھی اس میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا دس مرلہ زمین میں سے دو مرلے بہن کو جبکہ چار، چار مرلے ہر ایک بھائی کو ملیں گے۔

کمیٹی میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ

س:.....ہم جو کمیٹی کی رقم جمع کراتے ہیں کیا اس پر بھی زکوٰۃ لازم ہوگی؟

ج:.....اگر پہلے سے صاحبِ نصاب ہیں تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت کمیٹی میں جمع شدہ رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر پہلے سے صاحبِ نصاب نہیں ہیں تو پھر جب نصاب کے بقدر رقم جمع کرادی اور اس پر سال بھی مکمل ہوجائے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔ لیکن اگر کمیٹی کی رقم سال پورا ہونے سے پہلے ہی لے کر استعمال کر چکا ہے یا صاحبِ نصاب شخص زکوٰۃ کا وقت آنے سے پہلے کمیٹی کی رقم لے کر استعمال کر چکا ہے تو ایسی صورت میں اس رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

''سیّد'' کی مدد غیر زکوٰۃ سے کی جائے

س:......میری ایک بیوہ بھانجی ہے جو کہ ''سیّد'' ہے، وہ بہت پریشان حال ہے، روزگار کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، کیا اس کی مدد زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے؟ جبکہ اسلام نے تو جان بچانے کی خاطر حرام کھانے کی بھی اجازت دی ہے؟

ج:......جس طرح زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے، اسی طرح اس کو صحیح مصرف میں ادا کرنا بھی فرض ہے۔ ''سیّد'' لوگ زکوٰۃ کا مصرف نہیں، اس لئے اُن کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ زکوٰۃ کے علاوہ صدقات وغیرہ دینا صحیح ہے، اس لئے صدقہ، ہدیہ، تحفہ وغیرہ سے اُن کی مدد کی جائے، جو کہ بڑے اجر و ثواب اور برکت کا باعث ہوگا۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

جلد: ۴۴ یکم تا ۷ رشعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق یکم تا ۷ رفروری ۲۰۲۵ء شمارہ: ۵

سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسلام اور انسانی حقوق	۵	اداریہ
شعبان المعظم کے فضائل	۷	مولانا ابوشعیب محمد اصغر
فتنوں کے زمانہ میں ایمان کی اہمیت	۹	مولانا حفظ الرحمٰن خان دہلوی
عالمی تبلیغی جماعت... مختصر تعارف	۱۲	مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھنو
جناب غلام یٰسین صاحب بھی چل بسے	۱۶	مولانا قاضی احسان احمد
مسئلہ فلسطین... ماضی، حال اور مستقبل	۱۸	مولوی محمد احمد بن حافظ عبدالمالک
چناب نگر میں ختم نبوت کورس	۲۲	محمد اسامہ پسروری
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۷۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۱۱۱ فصل:.... ۳ہجری کے سرایا

۶۰:.... ابوسفیان کی گفتگو:.... اسی سال غزوۂ اُحد کے خاتمے پر ابوسفیان نے (رضی اللہ عنہ، جو اس وقت کفارِ قریش کے رئیس تھے، اور بعد میں مشرف باسلام ہوئے) دریافت کیا کہ: ’’کیا آپ لوگوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اسے جواب نہ دو!‘‘ چنانچہ لوگ خاموش رہے، اس نے دوبارہ پوچھا کہ: ’’کیا تم میں ابوقحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) موجود ہیں؟‘‘ اس کا جواب بھی خاموشی میں ملا، اس پر ابوسفیان نے سہ بارہ پوچھا: ’’کیا تم میں عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) موجود ہیں؟‘‘ (یہیں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کفار تک بھی جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دُوسرے مرتبے پر حضرت ابوبکرؓ اور تیسرے مرتبے پر حضرت عمرؓ کا نام آتا ہے۔ گویا یہ اسلامی تاریخ کی ایک ایسی مُسلَّمہ حقیقت تھی جسے مسلمان ہی نہیں کافر بھی جانتے تھے۔ (مترجم)) اس کا جواب بھی خاموشی میں ملا، اس پر ابوسفیان بولا: ’’یہ سب قتل ہوچکے ہیں، اگر زندہ ہوتے تو جواب آتا۔‘‘ یہ سن کر حضرت عمرؓ سے رہا نہ گیا، چنانچہ اُسے منہ توڑ جواب دیتے ہوئے کہا: ’’او اللہ کے دُشمن! تو جھوٹ کہتا ہے، اللہ عزّوجل نے ان سب کو تیرے قتل کے لئے باقی رکھا ہے۔‘‘ ابوسفیان نے اپنی فتح پر ہبل نامی بت کا نعرہ بلند کیا: ’’اُعْلُ ھُبُلُ اُعْلُ ھُبُلُ‘‘ (اے ہبل! تو اُونچا، یعنی ہبل کی جے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اس کو جواب دو!‘‘ صحابہؓ نے عرض کیا: ’’اسے کیا جواب دیں؟‘‘ فرمایا: ’’اس کے جواب میں کہو: اللہ تعالیٰ ہی سب سے اُونچا اور سب سے بزرگ تر ہے!۔‘‘ ابوسفیان نے کہا: ’’ہمارے پاس عزیٰ (نامی بت) ہے، اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں!‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اس کو جواب دو!‘‘ عرض کیا: ’’کیا جواب دیں؟‘‘ فرمایا: ’’اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ!‘‘ (اللہ ہمارا مولا ومددگار ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں!)۔

۶۱، ۶۲:.... اسی سال غزوۂ اُحد سے فراغت کے بعد شہدائے اُحد کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ’’مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوْا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔‘‘ (الاحزاب: ۲۳) ترجمہ:.... ’’ان مؤمنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اُترے، پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کرچکے اور بعضے ان میں مشتاق ہیں۔‘‘

نیز یہ آیت نازل ہوئی: ’’وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا، بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ، فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ۔‘‘ (آل عمران: ۱۶۹) ترجمہ:.... ’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو، بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے مقرَّب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے، وہ خوش ہیں اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی۔‘‘ (بیان القرآن)

۶۳:.... اسی سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو غزوۂ اُحد میں ہزیمت لاحق ہوئی اور ستر صحابہ شہید ہوئے (رضی اللہ عنہم) تو صحابہ کرامؓ کو بہت قلق ہوا، اور انہوں نے کہا: ’’اَنّٰی ھٰذَا؟‘‘ (یہ کہاں سے ہوا؟) یعنی ہمیں قتل وہزیمت کا سامنا کس سبب سے کرنا پڑا؟ تو اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ’’اَوَلَمَّآ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْھَا قُلْتُمْ اَنّٰی ھٰذَا۔‘‘ (آل عمران: ۱۶۵) ترجمہ:.... ’’اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے، تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی۔‘‘ (بیان القرآن)

(جاری ہے)

اداریہ

اسلام اور انسانی حقوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

زیرِ نظر مضمون شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کی ایک سدا بہار تحریر ہے، جو آپ نے ۱۹/دسمبر ۱۹۸۰ء کو روزنامہ جنگ کے صفحہ اقرأ کے افتتاحیہ کے طور پر سپردِ قلم فرمائی تھی، اس کی اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر قندِ مکرر کے طور پر ہفت روزہ کے قارئین کی نذر کی جارہی ہے۔

انسانی حقوق کی تعیین وتشریح کے سلسلے میں اسلام کو بہت سے ایسے امتیازات حاصل ہیں، جن میں دنیا کا کوئی دین ومذہب اور کوئی دستور وقانون اس سے چشم نمائی نہیں کرسکتا۔ اس کا پہلا امتیاز تو یہ ہے کہ اس نے انسانی حقوق کا دائرہ اس قدر وسیع رکھا ہے کہ پوری زندگی اس کے احاطہ میں آجاتی ہے، والدین کے حقوق، بیوی بچوں کے حقوق، عزیز واقرباء کے حقوق، پڑوسیوں ہمسایوں کے حقوق، دوست احباب کے حقوق، راعی، رعایا اور حاکم، محکوم کے حقوق، فرد اور ریاست کے حقوق، مزدوروں کے حقوق، نادار اور ضعفاء کے حقوق، عام مسلمانوں کے حقوق، عام انسانوں کے حقوق، وغیرہ وغیرہ۔

اسلام نے صرف انسانی حقوق ہی کا دائرہ وسیع نہیں کیا بلکہ چوپایوں اور حیوانات تک کے حقوق سے بھی آگاہ کیا ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اسلام نام ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کا ہے۔

اسلام کا دوسرا امتیاز یہ ہے کہ اس نے انسانی افراد کو حق طلبی کا خوگر نہیں بنایا بلکہ ادائے حقوق کی تلقین فرمائی ہے، آج کے نام نہاد مہذب معاشرے کا سب سے بڑا بگاڑ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے حقوق کی فہرست لئے پھرتا ہے اور ہر روا و ناروا طریقہ سے ان کا مطالبہ کرتا ہے، لیکن اس کے ذمہ لوگوں کے جو حقوق واجب ہیں ان کی ادائیگی سے بے فکر ہے، جب معاشرے کا ہر فرد حق مانگنے والا بن جائے اور حق ادا کرنے والا کوئی نہ رہے تو اس کا نتیجہ وہی شر و فساد ہوگا جو آج کی دنیا میں رونما ہے۔ اسلام ہر فرد کو یہ احساس دلاتا ہے کہ تمہارے ذمہ جو حقوق ہیں ان کے ادا کرنے کا اہتمام کرو۔ اس لئے کہ فردائے قیامت تم سے ان کی باز پرس ہوگی۔ اسلام مردوں کو بتاتا ہے کہ ان کی ذمہ عورتوں کے کیا حقوق ہیں، عورتوں کو نہیں اکساتا کہ تم حقوق کا پلندا لے کر سڑکوں پر نکل آؤ، عورتوں کو یہ بتایا ہے کہ ان کی شوہروں کے ان کے ذمہ کیا حقوق ہیں، مردوں سے یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے حقوق کے مطالبہ کے لئے کھڑے ہوجاؤ، اور گھر میں کسی کا جینا دوبھر کردو، اسلام آجروں کو تلقین کرتا ہے کہ اجیر کا حق اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو، مگر اجیروں کو یہ کہہ کر

نہیں ابھارتا کہ تم کام چھوڑ کر بیٹرا اٹھالو، خلاصہ یہ کہ اسلام ہر شخص کو یہ تلقین کرتا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ اس کے ذمہ کیا کیا حقوق ہیں؟ اور یہ کہ کیا وہ ان حقوق کو ٹھیک ٹھیک منشائے خداوندی کے مطابق ادا کررہا ہے؟ اس طرح اسلام پوری قوم اور پورے معاشرے کو سو فیصد حقوق ادا کرنے والے دیکھنا چاہتا ہے، اور یہ بات اسلام کے مزاج اور اس کی تعلیمات کے یکسر خلاف ہے کہ حقوق کی مانگ تو ہر شخص کی طرف سے ہو لیکن حقوق کی سو فیصد ادائیگی کسی ایک فرد کی طرف سے بھی نہ ہورہی ہو۔ آج مسلم معاشروں میں جو افراتفری اور بدامنی وفساد پایا جاتا ہے وہ اسلام کے اس مزاج سے انحراف کا نتیجہ ہے۔

اسلام کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ حقوق وفرائض کے سلسلہ میں وہ صرف قانون کا استعمال نہیں کرتا، بلکہ انسان میں ادائے حق کا ایک ایسا شعور اور ذمہ داری کی ایک ایسی حس بیدار کرتا ہے کہ آدمی محض قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے نہیں بلکہ حق تعالیٰ شانہ کی رضا جوئی، اس کی ناراضی کے خوف اور محاسبۂ آخرت کے اندیشہ سے وہ اپنے ذمہ کے حقوق کو ٹھیک ٹھیک ادا کرے، اسلام بتاتا ہے کہ اگر دنیا میں کسی نے کسی کی حق تلفی کی تو قیامت کے دن اس سے ایک ایک ذرہ کا معاوضہ دلایا جائے گا، یہاں تک کہ اگر کسی سینگ والی بکری نے بے سینگ بکری کے دنیا میں سینگ مارا تھا تو قیامت کے دن دونوں کو زندہ کرکے بے سینگ بکری کا بدلہ دلایا جائے گا، جب بے شعور حیوانوں تک کے درمیان یہاں تک انصاف ہوگا تو جن انسانوں نے عقل وشعور کے باوجود لوگوں کے حقوق سلب کیے ان کا کیا حال ہوگا؟

الغرض اسلام اپنی پاکیزہ تعلیم کے ذریعہ انسانی حقوق کا اس قدر تحفظ کرتا ہے کہ بعض صورتوں میں انہیں حقوق اللہ سے بھی زیادہ سنگین قرار دیتا ہے اور اہلِ اسلام میں ایسی حس پیدا کرنا چاہتا ہے کہ کسی کی حق تلفی کی انہیں کبھی جرأت نہ ہو اور اگر خدانخواستہ کسی سے کسی کی حق تلفی ہو ہی جائے تو جب تک اس کی مکافات نہ کرلے اسے کسی کروٹ چین نہ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ حضرات، جنہیں ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں سو فیصد انسانی حقوق کے نگہبان اور ان کے ادا کرنے والے تھے، اس لئے ان کے زمانۂ سعادت میں امن وسکون کا جو نظارۂ چشم فلک نے دیکھا انسانی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور آج کی مہذب دنیا میں اگر مسلمان حقوق وفرائض میں تساہل سے کام لیتے ہیں تو یہ تہذیب فرنگ اور یہود ونصاریٰ کی نقالی کا اثر ہے۔ اس ملعون تہذیب کے نتیجے میں جب سے مذہب کی گرفت ڈھیلی ہوئی ہے، مسلمان بھی اسی شقاق ونفاق اور بددیانتی وحق تلفی کو ہنر سمجھنے لگے ہیں جو بے خدا اور ملعون ومغضوب قوموں کا شعار ہے، اس لئے ضرورت ''اسلام اور انسانی حقوق'' پر مقالے پڑھنے اور جلسے منعقد کرنے کی نہیں، بلکہ اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان عملی طور پر اپنے مذہب کا نمونہ پیش کریں اور یہود ونصاریٰ کی تقلید سے آزاد ہوکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو رہبر بنائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

شعبان المعظم کے فضائل

مولانا ابوشعیب محمد اصغر

شعبان کی وجہ تسمیہ اور لفظِ شعبان کی حقیقت:

شعبان المعظم ہجری سال کا آٹھواں مہینہ ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ’’ماثبت بالسنۃ‘‘ میں حضرت انس بن مالکؓ کے حوالہ سے یہ بیان فرمایا ہے کہ روزہ دار کی نیکیوں (کے ثواب) میں درخت کی شاخوں کی طرح اضافہ ہوتا ہے، کیونکہ شعبان کے مہینے میں بہت سی نیکیاں تقسیم کی جاتی ہیں، جیسے رمضان کے مہینے میں گناہ جلا دیئے جاتے ہیں، اس وجہ سے اس کو شعبان کہتے ہیں۔

شعبان کا لفظ عربی گرائمر کے اعتبار سے ’’شعب‘‘ سے بنا ہے، جس کے لفظی معنی شاخ درشاخ کے ہیں، اس مہینے میں چونکہ خیر وبرکت کی شاخیں پھوٹتی ہیں، اور روزہ دار کی نیکیوں میں درخت کی شاخوں کی طرح اضافہ ہوتا ہے، اس وجہ سے اس کو شعبان کہا جاتا ہے۔

ماہِ شعبان کی فضیلت واہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کو بڑا قیمتی بنایا ہے، اس کو اپنی رحمتِ خاصہ اور برکتِ تامہ سے نوازنے کے لیے مختلف مواقع عطا فرمائے ہیں، پہلی اُمتوں کی عمریں لمبی اور جسمانی قوتیں مضبوط ہوتی تھیں، اس کے مقابلے میں اُمتِ محمدیہ کی عمریں بھی کم ہیں، اور صحت کے اعتبار سے بھی کمزور ہیں، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے طفیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو خاص انعامات اور اعزازات سے نوازا ہے کہ محنت تھوڑی اور بدلہ لامحدود، بے انتہا اجر وثواب کی سعادت اس امت کو حاصل ہے۔ چونکہ شعبان کا مہینہ رمضان کا مقدمہ ہے، جیسا کہ شوال کا مہینہ رمضان کا تتمہ ہے، اسی وجہ سے اس مہینے کو خاص فضیلت حاصل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’شعبان کے چاند کا شمار رکھو، رمضان کے لیے۔‘‘ (سننِ ترمذی)

یعنی جب ماہِ شعبان کی تاریخ صحیح ہوگی تو رمضان میں غلطی نہیں ہوگی، چنانچہ:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ کسی ماہ (کے چاند) کا اتنا خیال نہ فرماتے تھے۔‘‘ (سننِ ابوداؤد)

ان روایتوں سے قولاً وفعلاً اس ماہ کے چاند کا اہتمام ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: ’’میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو پھرتا گھماں آپ بقیع میں پائے گئے، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے عائشہ! کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب کو آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں، اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں۔‘‘

مؤرخین نے لکھا ہے کہ قبیلہ کلب کے پاس تقریباً بیس ہزار بکریاں تھیں۔

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم (تقریباً) پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے اور فرماتے: نیک عمل اتنا ہی کیا کرو، جتنی تمہاری طاقت ہے، کیونکہ اللہ ثواب دینے سے تھکے گا نہیں، تم ہی تھک جاؤ گے۔‘‘ (بخاری، ج:۲)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ بعض بزرگوں سے منقول خاص نوافل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’اوراد کی بعض کتابوں میں جو

پندرھویں شعبان میں خاص نوافل کی تحریر ہے، یہ کوئی قید نہیں ہے، اور جو چیز شرعاً بے قید ہو، اس کو بے قید ہی رکھو، چونکہ حدیث میں نوافل کی کوئی قید نہیں آئی، بلکہ جو عبادت آسان ہو وہ کرلو، اس میں نوافل بھی آگئے، اور وہ بھی کسی ہیئت کے بغیر۔" (حقیقتِ عبادات:۴۶۶)

شبِ برأت اسلام میں ایک مبارک رات ہے، جس کی فضیلت بہت سی احادیث سے ثابت ہے، بعض لوگ سرے سے اس مبارک رات کے کسی قسم کی فضیلت کے ہی قائل نہیں، جبکہ بعض لوگ اس کو شبِ قدر کے ہم پلہ سمجھتے ہیں، یہ دونوں موقف درست نہیں، بموجبِ حدیث اس رات میں بے شمار گناہگاروں کی مغفرت اور مجرموں کی بخشش کی جاتی ہے اور جہنم کے عذاب سے چھٹکارا ملتا ہے، اس لیے عرف میں اس کا نام شبِ برأت مشہور ہوگیا۔ احادیث میں اس رات کا کوئی مخصوص نام نہیں، بلکہ "لیلۃ النصف من شعبان" کہہ کر اس کی فضیلت بیان کی گئی، (ایک سال کی زندگی، موت، رزق کے فیصلے اسی رات میں ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (پندرھویں شعبان) میں کیا ہے؟ عائشہ صدّیقہؓ نے عرض کی کہ: اے اللہ کے رسول! اس رات میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس بچے نے اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے، وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے، اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے، اس کا نام لکھا جاتا ہے، اور اس رات میں ان کے اعمال اُٹھا لیے جاتے ہیں، اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں، پھر عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی بھی ایسا نہیں کہ جو اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کوئی بھی ایسا نہیں کہ جو اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں جاسکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ تین دفعہ ارشاد فرمایا، تو میں نے کہا کہ آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جاسکیں گے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک سر پر رکھ کر فرمایا: اور میں بھی نہیں جا سکوں گا، مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ تین دفعہ ارشاد فرمایا۔ (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر) ☆...☆

مولانا محمد طاہرؒ کی وفات

مرحوم احمد پور خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاول پور کے رہائشی تھے۔ ابتدائی تعلیم کتب ساوی مسجد (سبز) خیر پور میوالی اور جامعہ خلفائے راشدین میں حاصل کی۔ وسطانی کتب جامعہ خیر المدارس ملتان میں پڑھیں اور ۱۹۹۸ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔

جامعہ خیر المدارس کے اساتذۂ کرام شیوخ حدیث مولانا محمد صدیقؒ، مولانا غلام یٰسین صابرؒ، مولانا شبیر الحق کشمیریؒ، مولانا منظور احمدؒ، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ سے احادیث نبویہ، قرآن پاک، فقہ اسلامی اور دوسرے علوم نبوت کی تکمیل کی۔ تحصیل علم کے بعد دس سال تک جامعہ فاروق اعظم ڈاہرانوالہ موڑ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

۲۰۰۷ء سے جامعہ رشیدیہ بخشن خان چشتیاں میں استاذ چلے آرہے تھے۔ دس سال سے اڈاپل مراد چشتیاں کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ نیز علاقہ بھر میں تبلیغی پروگراموں میں شریک ہوکر توحید وسنت اور عقیدۂ ختم نبوت کا پرچار کررہے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں میں شریک ہوکر قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیتے۔ ۲۰؍اکتوبر ۲۰۲۴ء کو فالج کا اٹیک ہوا اور آناً فاناً آخرت کو سدھارے۔ آپ کی عمر ۴۹ سال تھی۔ ان کی نماز جنازہ میں سینکڑوں عوام نے جنازہ میں شریک ہوکر ان کی مغفرت کی دعا کی۔ نماز جنازہ کی امامت شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق مدظلہ نے کی اور انہیں آبائی قبرستان احمد پور تحصیل خیر پور ٹامیوالی میں سپرد خاک کیا گیا۔ راقم مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ بہاولنگر، چشتیاں کے معروف ثناخواں اور نعت خواں حافظ محمد شریف محمودی کی معیت میں جامعہ رشیدیہ میں حاضر ہوا، مہتمم جامعہ اور دیگران کے رفقا و اساتذۂ کرام سے تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

فتنوں کے زمانہ میں

ایمان کی اہمیت!

مولانا حفظ الرحمٰن خان دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی اس کائنات میں اَن گنت نعمتیں ہیں، ان نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایمان کی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان میری نعمتوں کا شکر ادا کرے اور ان کی حفاظت کرے اور ان نعمتوں کے تقاضوں کو صحیح طریقوں سے پورا کرتے ہوئے اس کا اظہار کرے۔

ایمان کا شکر یہ ہے کہ ایک مسلمان اس کی حفاظت کرے اور اسے اپنے ساتھ قبر تک لے جائے، گویا اپنے اور دوسروں کے ایمان کی حفاظت کرنا یہ اہم ترین فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے قرآن کریم میں ایمان والوں کو حکم دیا ہے:

”یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔“ (آل عمران:۱۰۲)

ترجمہ: ”اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔“

اور ایمان کا اظہار یہ ہے کہ ایمانی تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کی جائے، ایمانی صفات کے ساتھ زندگی گزارنے پر انسان کی دنیا و آخرت کی زندگی کی فلاح اور کامیابی کا دارومدار ہے اور جو دنیا میں نافرمانی والی زندگی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی زندگی تنگ کر دیتا ہے اور آخرت میں بھی سخت پکڑ کا سامنا ہوگا، کافروں کے بارے میں آتا ہے کہ کافر جب آخرت میں اللہ کے عذاب میں گھرے ہوں گے اور مسلمانوں کو جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا دیکھ کر بار بار یہ آرزو اور تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی دنیا میں ایمان لے آتے بلکہ یہ آرزو تو موت کے وقت سے ہی شروع ہوجائے گی جب فرشتہ جان نکالنے کے لیے کھڑا ہوگا اور موت کے بعد کے حقائق آنکھوں کے سامنے آجائیں گے، اس وقت یہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم بھی ایمان والوں میں ہوتے اور آج موت کے بعد جس عذاب میں ہم مبتلا ہیں اس سے محفوظ رہتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کافروں کی اس آرزو کو اس طرح بیان کیا ہے:

”رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔“ (الحجر:۲)

ترجمہ: ”کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ (یعنی ہم دنیا میں) مسلمان ہوتے۔“

اس آیت کے فوائد کے ضمن میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کافروں کی اس آرزو کے مواقع ذکر کیے ہیں:

(۱) دنیا و آخرت کا ہر وہ موقع جن میں کافروں کو نامرادی اور مسلمانوں کو کامیابی پیش آئے گی کفار رو رو کر اپنے مسلمان ہونے کی تمنا اور نعمت اسلام سے محروم رہ جانے کی حسرت کریں گے۔

(۲) موت کے وقت جب عالم الغیب کا مشاہدہ ہوگا۔

(۳) جب بہت سے مسلمان اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں ہوں گے اور ایمان کی وجہ سے رحمت خداوندی کے بدولت جہنم سے چھٹکارا حاصل کر کے جنت میں چلے جائیں گے۔

اس جگہ علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے طبرانی کے حوالے سے حدیث ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بہت سے آدمی اپنے گناہوں کی بدولت جہنم میں جائیں گے اور جب تک خدا چاہے گا وہاں رہیں گے۔ بعدہ مشرکین ان پر طعن کریں گے کہ تمہارے ایمان و توحید نے تم کو کیا فائدہ دیا؟ تم بھی آج تک ہماری طرح دوزخ میں ہو، اس پر حق تعالیٰ کسی موحد کو جہنم میں نہ چھوڑے گا۔ یہ فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت شریفہ پڑھی:

"رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔" (الحجر:۲)

گویا یہ آخری موقع ہوگا جب کفار اپنے مسلمان ہونے کی تمنا کریں گے۔

دنیا میں انسان اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ کچھ مال دیکر اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرے لیکن آخرت میں عذاب سے نجات کے لیے ایمان ضروری ہے، اس کے بغیر نہیں بچا جاسکتا، نہ کسی قسم کی رشوت چلے گی بلکہ اگر فرض کریں وہاں کسی کے پاس مال ہو اور وہ درخواست کرے کہ میرے سے مال لے کر مجھے چھوڑ دیا جائے تب بھی جان نہیں چھوٹے گی، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اہل کفر کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔" (آل عمران:۹۱)

ترجمہ: "بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور وہ مر بھی گئے حالت کفر ہی میں سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاوے گا اگرچہ وہ معاوضہ میں اس کو دینا بھی چاہے ان لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی اور ان کے کوئی حامی بھی نہ ہوں گے۔"

ویسے تو ہر زمانے میں ایمان کی حفاظت ضروری رہی ہے لیکن دورِ جدید میں جہاں ہر طرف مادیت کا ایک سیلاب ہے ہر طرف سے فتنوں کی یلغار ہے گویا ہر دن کوئی نہ کوئی فتنہ جنم لے رہا ہے، اس دور میں نیکی کرنا مشکل ہے تو نیکی کی حفاظت اس سے زیادہ مشکل ہے، گویا قرب قیامت ہے کہ انسان کی دلی کیفیت رات دن کے تغیر کے ساتھ تبدیل ہو رہی ہے مادی دنیا کے حصول کے خاطر اپنے ایمان کو ختم کر رہا ہے، اس کو حدیث شریف میں یوں تعبیر کیا ہے:

"بادروا بالأعمال فِتنا كَقِطَعِ الليلِ المظلم، يُصبِحُ الرجلُ مؤمنا ويُمسِي كافِرا، ويُمسِي مؤمِنا ويُصبِحُ كافِرا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ من الدُّنيا۔"

(سنن الترمذی:۴/۴۸۷)

ترجمہ: "اعمال صالحہ میں جلدی کرو، قبل اس کے کہ وہ فتنے ظاہر ہوجائیں جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے (اور ان فتنوں کا اثر یہ ہوگا کہ) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر بن جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کفر کی حالت میں اٹھے گا، نیز اپنے دین کو دنیا کی تھوڑی سی متاع کے عوض بیچ دے گا۔"

گویا آج کے اس پُرفتن دور میں انسان اپنی سب سے قیمتی متاع جس پر آخرت کی کامیابی وفلاح موقوف ہے دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر ضائع کر رہا ہے وہ دنیا جس کی ہر راحت و آسائش اور ہر تکلیف ومشقت کو فنا ہے اور موت کے وقت دنیا کی ہر چیز انسان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے، دنیا کی نعمتوں کی آخرت کی بیش بہا نعمتوں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے، اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

"بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔" (الاعلیٰ:۱۶،۱۷)

ترجمہ: "تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو، حالانکہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔"

آج جن فتنوں کا سامنا ہے ان میں بہت سے تو دین کے نام پر اور اسلامی عنوانات اور شرعی اصطلاحات استعمال کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، کوئی جدیدیت کے نام پر عقائد کو کھوکھلا اور اعمال کو بے وزن کر رہا ہے کوئی اکابر و اسلاف سے بیزاری پیدا کر رہا ہے کوئی قرآنی آیات کی من مانی تشریح کر کے لوگوں کے لیے گمراہی کے اسباب تیار کر رہا ہے کوئی احادیث کے متفقہ مفاہیم کو بگاڑ کر یہ باور کرا رہا ہے کہ اکابرین امت نے قرآن و حدیث کی صحیح تفسیر وتشریح نہیں کی اور خودساختہ مفہوم نکال کر قرآن وحدیث کی تصریحات کی مخالفت کر رہا ہے، کوئی نزول مسیح علیہ السلام کا انکار کر رہا ہے، کوئی مہدویت کا دعوے دار بن کر امت کو گمراہ کر رہا ہے غرض ہر طرف سے فتنہ پرور لوگ مسلمانوں کا ایمان خراب کر رہے ہیں اور ایمان کا سودا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ امت جتنا دورِ نبوی سے دور ہو رہی ہے اتنا ہی فتنوں کے قریب ہو رہی ہے، فتنوں کا ایک سیلاب ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا، ہر ایک کسی نہ کسی شکل میں ان فتنوں کا شکار ہو رہا ہے، ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ (الْمَطَرِ)۔"

(صحیح البخاری۔نسخہ طوق النجاۃ ص:۱۰۲)

ترجمہ: "میں دیکھ رہا ہوں کہ (عن قریب) تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح برس رہے ہوں گے، جیسے بارش برستی ہے۔"

فتنہ کسے کہتے ہیں؟:

ہر طرح کی آزمائش کو فتنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، مال ودولت کو بھی فتنہ کہا گیا ہے:

”وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ“

ترجمہ: ”اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہے۔“

گویا ہر وہ چیز جو انسان کو اپنے رب سے غافل کردے فتنہ ہے، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے فتنہ کی تعریف یہ کی ہے کہ: ”باطل کو حق کی شکل میں کیا جائے، یہاں تک کہ عام آدمی کو حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہوجائے۔“

(تحفہ قادیانیت، جلد ۶/ ۳۱۰)

فتنے مختلف ہیں، اس میں سے ایک انسان کا اندرونی فتنہ ہے، جس کی وجہ سے دل میں خرابی کا ہونا اور عبادت میں حلاوت کا نہ ہونا۔ اسی طرح کچھ خارجی فتنے ہیں مثلاً گھر میں، اولاد میں، معاشرے میں فتنوں کا پیدا ہوجانا۔

فتنوں کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں جن کا ذکر محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ نے بصائر وعبر میں ایک جگہ کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) عملی فتنے:

عملی فتنے یعنی گناہوں کی مختلف قسموں کا امت میں عام ہوجانا جیسے: بے حیائی، شراب نوشی، سود خوری وغیرہ جتنی ان برائیوں میں کثرت ہوگی اتنا ہی نیکیوں میں کمی واقع ہوگی ہے اور ان برائیوں کے اثرات سارے ہی اعمال صالحہ میں پڑیں گے۔

(۲) علمی فتنے:

علمی فتنے جو علوم وفنون کے راستے سے آتے ہیں اور ان کا اثر براہِ راست عقائد پر پڑتا ہے، ان فتنوں کے ذریعہ الحاد وتحریف اور تشکیک کو عام کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں ایک مسلمان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

آج امت مسلمہ جن علمی وعملی فتنوں میں بتلا ہوکر جس انداز سے مغرب کی پیروی کررہی ہے اور اپنی دینی وملی اقدار کو پامال کررہی ہے اس موقع پر یہ حدیث یاد آتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ۔“

(صحیح البخاری۔ نسخہ طوق النجاۃ ص: ۲۱۹)

ترجمہ: ”تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کروگے، یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کروگے۔“

آج کل ہم جس پُرفتن دور سے گزر رہے ہیں اس میں دین پر عمل کرنا مشکل ہوتا جارہا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دور کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا کہ: ”يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔“

(سنن الترمذی۔ ۴/ ۵۲۶)

ترجمہ: ”لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اپنے دین پر قائم رہنے والا ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والے کی طرح تکلیف میں مبتلا ہوگا۔“

ہر چیز کی حفاظت کے لیے کچھ تدبیریں ہوتی ہیں جس کے ذریعہ اس چیز کی حفاظت کی جاتی ہے اسی طرح ایمان کی حفاظت کے لیے کچھ تدبیریں ہیں جس کے ذریعے ہم اپنے ایمان کو بچاسکتے ہیں:

(۱) انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ:

انبیاء کرامؑ کی دنیا میں بعثت کا مقصد ہی ایمان کی دعوت ہوتا ہے اور جس قدر آزمائش اس ایمان کی وجہ سے ان پر آتی ہے کسی اور پر نہیں آتی، اسی لیے انہیں ایمان کی سب سے زیادہ فکر ہوتی ہے حالانکہ ان کا ایمان پر خاتمہ یقینی ہوتا ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ایمان پر خاتمہ کی دعا کرتے ہیں جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی جس کا ذکر سورۂ یوسف میں ہے:

”فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۣ أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِينَ۔“ (یوسف: ۱۰۱)

ترجمہ: ”اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجیے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کرلیجیے۔“

جس چیز کی اہمیت جس قدر زیادہ ہوتی ہے، اس کی تاکید اسی حساب سے کی جاتی ہے، انبیاء علیہم السلام کو ایمان کی فکر ہر چیز سے زیادہ تھی اس لیے اپنی اولاد کو بھی اسی کی وصیت کرتے تھے کہ ایمان پر جمے رہنا اور اسی پر مرنا۔ (جاری ہے)

دعوت وتبلیغ کے میدان میں

عالمی تبلیغی جماعت..... مختصر تعارف

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھنؤ

حضور ﷺ کا دین اسلام ایک دعوتی دین ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب قدیم ہوں یا جدید ہوں یا تو غیر دعوتی ہیں یا پھر ان کی دعوت نسلی، لسانی یا جغرافیائی حدود میں مقید ہے۔ صرف اسلام ہے جو عالمی ودائمی پیغام کا حامل ہے۔ اسی لئے اس کے لانے والے حضرت محمد ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا اور انہیں بعثت کے بعد جو پہلا حکم دیا گیا وہ دعوت و تبلیغ کا تھا کہ ”اٹھو اور آپ کے گرد و پیش خدا کے جو بندے خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ان کو ڈرا دو۔“ انہیں خبردار کرو کہ وہ کسی اندھیر نگری میں نہیں رہتے ہیں جس میں وہ اپنی مرضی سے جو کچھ چاہے کرتے رہیں۔ اور ان کے کسی عمل کی کوئی باز پرس نہ ہو۔

اس زمانے میں آپ ﷺ خفیہ تبلیغ کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا اس حکم کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو کھانے پر مدعو کیا اور ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اعلانیہ تبلیغ کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے قریش مکہ کو کوہ صفا پر بلایا۔ آپ ﷺ کو تبلیغ کرنے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ خصوصاً مکی زندگی میں مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو بہت تنگ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم کو پورا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اپنی پوری زندگی دعوت وتبلیغ میں صرف کر دی۔ قرآن کریم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق تبلیغ کرتے رہے۔ چونکہ آغاز اسلام میں تبلیغ کے لئے ماحول ناسازگار تھا، مکہ میں مسلمان کمزور اور افرادی قوت میں کم تھے۔ مکہ والوں نے آپ ﷺ کو اتنا تنگ کیا کہ آپ ﷺ یہاں سے مدینہ ہجرت کر گئے۔ آپ ﷺ کو مدینہ میں دعوت وتبلیغ کا اچھا موقع مل گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی طرف لوگ خود اسلام قبول کرنے آنے لگے۔ صحابہ کرامؓ کو مختلف علاقوں میں بھیجا۔ خطوط کے ذریعے بھی آپ ﷺ نے دعوت دی۔ آپ ﷺ کے اچھے انداز تبلیغ ہی کے توسط سے اسلام پھیل گیا۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کا فریضہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی امت وسطی پر ڈالا۔ چونکہ آپ ﷺ کے بعد اب کسی اور نبی کی بعثت ہونے والی نہیں تھی۔ اس لئے مخلوق کی رہنمائی اور اتمام حجت کی پوری ذمہ داری ہمیشہ کے کیلئے آپ ﷺ کی امت پر ڈال دی گئی ہے۔

تبلیغی جماعت کا مختصر تعارف:

مولانا محمد الیاسؒ تبلیغی جماعت کے بانی تھے۔ وہ ایک بڑے عالم مولانا محمد اسماعیلؒ کے بیٹے تھے۔ جن کا بچپن اپنے ننہال کاندھلہ اور اپنے والد مرحوم کے پاس نظام الدین میں گزرا۔ مولانا نے گنگوہ میں مولانا رشید احمد صاحبؒ سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مظاہر العلوم میں تعلیم حاصل کی۔ مظاہر العلوم سے آپ بستی نظام الدین گئے۔ یہاں سے مولانا نے تبلیغ کا کام شروع کیا، کیوں کہ خراب حالات کی وجہ سے میواتیوں میں ارتداد پھیل گیا۔ پہلے مکاتب قائم کئے گئے، مولانا محمد الیاسؒ کے خیال کے مطابق مکاتب سے اتنا کام نہیں چلتا۔ ان کے خیال کے مطابق گشت کی ابتداء ہوگئی۔ مبلغوں نے گھر گھر جانا اور ان کو کلمہ و نماز سکھانا شروع کیا۔ چنانچہ چند آدمیوں کی پہلی جماعت کاندھلہ کے سفر کے لئے تیار ہوگئی، اس کے بعد رائے پور جماعت کے جانے کی تحریک کی۔ اس کے علاوہ میوات کے اندر باہر دورہ کرنے کے لئے جماعتیں بننے لگیں۔ اس کام کے لئے مناسب مقامات میں جلسے اور اجتماعات بھی کئے جاتے تھے۔ تھوڑی مدت میں اس وسیع علاقہ میں دین اور دینداری کی ایسی عام اشاعت ہوئی اور اس تاریک خطے میں جو صدیوں سے تاریک چلا آرہا تھا، ایسی روشنی پھیلی جس کی نظیر دور دور نہیں مل سکتی۔

چنانچہ مولانا کی کوششوں سے دین پھیلانے کے لئے جماعتیں سندھ، کراچی اور پشاور وغیرہ تک گئیں۔ مولانا نے دعوت دین پھیلانے کے لئے نہ صرف جماعتیں نکالیں بلکہ آپ نے بہت سی تقاریر کیں اور مکتوبات کے ذریعے بھی دعوت وتبلیغ کی۔ مولانا کے بعد یہ کام ان کے بیٹے مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نے سنبھالا۔

مولانا یوسف کاندھلویؒ کے بعد مولانا انعام الحسن تبلیغی جماعت کے تیسرے امیر قرار پائے۔ ابتدائی 17/ 18 سال مولانا محمد الیاسؒ نے امارت کے فرائض انجام دیئے۔ 21 سال یہ ذمہ داری مولانا محمد یوسفؒ کے پاس رہی، اس کے بعد 1965ء تا 1995ء تیس سال کا عرصہ مولانا انعام الحسنؒ کا دور امارت تھا۔ آپ کی وفات کے بعد تبلیغی جماعت میں شورائی نظام کی ابتداء ہوئی۔ لہٰذا جولائی 1995ء سے اب تک شوریٰ مرکزی کام اور منصوبوں کی ذمہ دار ہے۔ تبلیغی جماعت کی شوریٰ کے اراکین پاکستان کے تمام صوبوں سے لئے جاتے ہیں اور یہ شوریٰ بدلتی رہتی ہے، کبھی دو ماہ بعد کبھی چار ماہ بعد لیکن اس شوریٰ کے دو اراکین حاجی عبدالوہابؒ اور مولانا احسان الحق صاحب مستقل ہیں۔ غیر مستقل اراکین کے بارے میں مولوی فخر الدین صاحب نے کہا کہ: ’’دو مستقل اراکین کے علاوہ چار غیر مستقل ہیں مولانا احمد بٹلا صاحب، مولانا عبدالرحمٰن صاحب، ڈاکٹر روح اللہ اور چوہدری شوکت صاحب۔‘‘ (انٹرویو، فخر الدین، مولانا، ٹیلیفونک، کوئٹہ، صبح ۱۱ بجے، 12/ اکتوبر 2015ء)

تبلیغ کے میدان میں آنحضور ﷺ کی مشکلات کا جائزہ:

خفیہ تبلیغ:

دعوت کا آغاز مکہ سے ہوا جو کہ دین عرب کا مرکز تھا۔ یہاں کعبہ کے پاسبان بھی تھے اور ان بتوں کے نگہبان بھی جنہیں پورا عرب تقدیس کی نظر سے دیکھتا تھا، اس لئے کسی دور علاقے کی نسبت مکہ میں مقصد اصلاح زیادہ دشوار تھی۔ مشرکین کا غلبہ تھا برائیاں بہت زیادہ اور عام تھیں۔ اس کیفیت کے پیش نظر حکمت کا تقاضا تھا کہ پہلے پہل دعوت وتبلیغ کا کام خفیہ اور پس پردہ انجام دیا جائے، تاکہ ابتدائی مرحلے میں ہی مشکلات درپیش نہ ہوں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے تین سال تک خفیہ تبلیغ کی۔ تین سال تک آپ ﷺ جان پہچان لوگوں کو پہاڑ کی گھاٹیوں میں دعوت دیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے، جیسے حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی گھاٹیوں کی جانب نماز پڑھنے کے لئے اپنے والد، چچاؤں اور اپنی قوم سے چھپ کر نکل جاتے اور وہیں آپ دونوں نماز پڑھتے جب شام ہو جاتی تو دونوں واپس آ جاتے۔ ایک دن جب دونوں نماز پڑھ رہے تھے ابو طالب نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا: ’’اے میرے بھتیجے! یہ کون سا دین ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اے چچا جان! یہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ یا ان الفاظ میں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دین کا رسول بنا کر لوگوں کی جانب بھیجا ہے۔ چچا جان! جن لوگوں کی میں نے خیرخواہی کی ہے اور جن کو سیدھی راہ کی جانب دعوت دی ہے، ان سب میں آپ زیادہ حقدار ہیں اور اس دعوت کو قبول کرنے اور اس پر میری مدد کرنے کے آپ زیادہ مستحق ہے۔‘‘ (احمد بن اسحاق بن یسار، عبدالملک بن ہشام، سیرۃ النبی ابن ہشام، المیزان، لاہور، 2010ء، ج1، ص223)

ابو طالب نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ نہیں سکتا اور اپنی زندگی تک رسول اللہ ﷺ پر کوئی بات نہ آنے کا تذکرہ کیا۔

آنحضور ﷺ کا اعلانیہ تبلیغ اور قریش کی رکاوٹیں:

رسول اللہ ﷺ ابتداء میں پوشیدہ طریقے سے دعوت حق پیش کرتے رہے۔ جب بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ان کا ایمان لانا مشہور ہو گیا، اسی دوران اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ علی الاعلان دعوت کا فریضہ سرانجام دیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ ابن ہشام فرماتے ہیں: ’’جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم پر اسلام کا اظہار کیا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا اس کا اظہار مفصل اور اعلانیہ فرمایا۔ آپ ﷺ کی قوم نے آپ سے نہ دوری اختیار کی نہ آپ کا رد کیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان کے بتوں کی حالت بیان فرمائی اور ان کی برائیاں بتائیں۔ جب آپ نے ایسا کیا تو انہوں نے اس معاملے کو اہمیت دی اور آپ سے اجنبیت برتنے لگے اور آپ ﷺ کی مخالفت اور دشمنی میں ایک دل ہو گئے، بجز ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان میں

سے اسلام کے لئے محفوظ کر لیا تھا اور ایسے لوگ تھوڑے اور چھپے ہوئے تھے۔" (ایضاً،ص229)

قریش کی مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ وہ کعبہ کے مجاور اور کلید بردار تھے اور مکہ کی عزت کعبہ ہی کی وجہ سے تھی۔ اس وجہ سے قریش کا کاروبار زیادہ پھیلتا گیا۔ یہاں تک کہ متعدد محکمے اور بڑے بڑے مناصب قائم کئے گئے۔ قریش اپنے آپ کو بہت بڑے سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا اور آپ ﷺ کے دشمن بن گئے۔

خاندان کی رکاوٹیں:

جب اظہار دعوت کا حکم ہوا تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا۔

"وانذر عشیرتک الاقربین۔"

(الشعراء26:214)

ترجمہ: "آپ ﷺ اپنے نزدیک ترین قرابت داروں کو (عذابِ الٰہی) سے ڈرائیے۔"

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پہلا کام یہ کیا کہ بنی ہاشم کو جمع کیا اور ان کے ساتھ بنی عبدالمطلب بن عبدمناف کی بھی ایک جماعت تھی۔ یہ لوگ تقریباً ۴۰، ۴۵ تھے۔ اس مجلس میں آپ ﷺ کے چچا ابوطالب، حمزہ، عباس اور ابو لہب بھی شامل تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو کھانا تیار کرنے کا فرمایا، حضرت علیؓ نے کھانا تیار کیا اور سب کو بلایا۔ کھانا کم تھا آپ ﷺ نے گوشت کا ٹکڑا لے کر اپنے دندان مبارک سے چیرا اور پھر پیالے میں رکھ دیا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ اسی ایک پیالہ گوشت سے سب سیر ہو گئے اور کچھ بچ بھی گیا حالانکہ وہ کھانا صرف اتنا تھا کہ ایک شخص کے لئے کافی ہو سکتا تھا اور اس کے بعد دودھ کا پیالہ پلایا۔ اس سے سب سیراب ہو گئے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کچھ فرمانے کا ارادہ کیا تو ابولہب نے کہا کہ: "اے لوگو! اٹھو محمد ﷺ نے تو آج تمہارے کھانے پر جادو کر دیا ہے، ایسا جادو تو کبھی دیکھا نہیں۔ یہ کہتے ہی لوگ متفرق ہو گئے اور آپ ﷺ کو کچھ فرمانے کی نوبت نہ آئی، دوسرے روز آپ ﷺ نے پھر حضرت علیؓ کو اسی طرح کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح دوسرے روز سب جمع ہوئے جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، اچھا اور برا راستہ بتایا۔ موت اور جہنم سے ڈرایا۔ اسی طرح سیدھا راستہ اختیار کرنے والوں کے متعلق جنت کے آسائشات کے بارے میں بتایا۔ حضور ﷺ کے اس دعوتی خطاب کے جواب میں جناب ابو طالب نے آپ ﷺ کی مدد اور حفاظت کرنے کا وعدہ کیا۔ (محمد بن سعد علامہ، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی، کراچی، سن ندارد، ج1، ص402)

جب آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ "فاصدع بما تومر" اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ نے اچھی طرح اطمینان کر لیا کہ اللہ کے دین کی تبلیغ کے دوران ابوطالب ان کی حمایت کریں گے تو ایک روز آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر یہ آواز لگائی۔ (یاصباحاہ) ہائے صبح کا خطرہ۔ یہ پکار سن کر قریش کے قبائل آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ اگر کوئی آدمی خود نہ جا سکا تو اپنا قاصد بھیج دیتا کہ دیکھے کہ معاملہ کیا ہے۔ غرض قریش آ گئے ابو لہب بھی آ گیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اَرَاَیتُم اَنْ اَخبَرتُکُم اَنَّ خَیلاً تَخرُجُ مِن صَفحِ ھٰذَا الجَبَلِ اَکُنتُم مُصَدِّقِیَّ قَالُوا مَا جَرَّبنَا عَلَیکَ کَذِباً فَقَالَ اِنّی نَذِیرٌ لَکُم بَینَ یَدَی عَذَابٍ شَدِیدٍ" (بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر تبت یدا ابی لہب، ج4، ح4619)

ترجمہ: "لوگو! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ دشمن کے سوار اس پہاڑ سے تمہاری طرف آ رہے ہیں تو تم یقین کرو گے؟ انہوں نے کہا (بے شک) کیوں کہ ہم نے آج تک آپ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا (میری بات سنو! میں تمہیں (موت کے بعد) آنے والے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔"

اس اجتماع میں ابولہب بھی جو سخت برہم ہو گئے تھے اور آپ کو برا کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے بارے میں سورۃ لہب نازل کی جس میں ابولہب کی مذمت کی گئی۔ فرمایا گیا "ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ" اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی بیوی ام جمیل کے بارے میں حمالۃ الحطب (لکڑیاں ڈھونے والی، یا لگائی بجھائی کرنے والی) کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداوت میں یہ اپنے شوہر سے کسی طرح کم نہ تھی۔ جب سورۃ لہب نازل ہوئی اور ام جمیل نے اس کو سنا تو وہ بہت غصے میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلی۔ اس کے ہاتھ میں مٹھی بھر پتھر تھے تاکہ ان سے آپ ﷺ کو مارے اور وہ آپ کی ہجو میں

اپنے ہی کچھ اشعار پڑھتی جاتی تھی۔ حرم میں پہنچی تو وہاں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حضورﷺ تشریف فرماتھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ آرہی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو دیکھ کر یہ کوئی بے ہودگی کرے گی۔ حضورﷺ نے فرمایا: یہ مجھ کو نہیں دیکھ سکے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپﷺ کے موجود ہونے کے باوجود وہ آپﷺ کو نہ دیکھ سکی اور اس نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ میں نے سنا ہے تمہارے صاحب نے میری ہجو کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اس گھر کے خدا کی قسم! انہوں نے تو تمہاری کوئی ہجو نہیں کی۔ اس پر وہ واپس چلی گئی۔

قریش کے مطالبے:

قریش نے آنحضرتﷺ کا راستہ روکنے کے لئے مختلف کوششیں کیں اور مختلف اقدام سوچے۔ لیکن دوسری طرف وہ ایک ایسے شخص کے مخالف تھے جو صادق اور امین تھے اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی۔ وہ ان کے معبودوں کی عیب جوئی سے باز نہیں آتے اور دوسری طرف آپﷺ کے چچا ابو طالب آپ پر مہربان اور آپﷺ کے لئے سینہ سپر تھے اور آپﷺ کو ان کے حوالے نہیں کرتے۔ کافی غور وخوض کے بعد ایک مطالبہ سوچ کے قریش کے بڑے بڑے سردار ابوطالب کے پاس گئے جن میں یہ لوگ بھی تھے: عتبہ اور شیبہ ربیعہ بن عبد شمس کے دونوں بیٹے، ابوسفیان بن حرب، ابوالبختری، اسود بن المطلب، ابوجہل بن ہشام، نبیہ اور منبہ، حجاج بن عامر کے دونوں بیٹے اور عاص بن وائل وغیرہ۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابوطالب سے کہا: ''اے ابوطالب! آپ کے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ہمارے دین میں عیب نکالے اور ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف بتایا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتایا لہٰذا اب یا تو اس کو ہم سے روک دیجئے یا ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دیجئے، کیونکہ آپ بھی اس کے خلاف اسی (دین) پر ہیں جس پر ہم ہیں۔ ہم آپ کی جانب سے بھی اس کا بندوبست کرلیں گے تو ابوطالب نے ان سے نرمی سے باتیں کیں اور انہیں حسن تدبیر سے واپس کردیا تو وہ ان کے پاس سے لوٹ گئے۔''

(محمد بن اسحاق بن یسار، عبدالملک بن ہشام، سیرۃ النبی ابن ہشام، المیزان، لاہور، 2010ء، ج1، 230)

رسول اللہﷺ اپنی اسی حالت پر قائم اور اللہ کے دین کی اشاعت اور اس کی جانب دعوت دیتے رہے۔ اس کے بعد بعض معاملات کے سبب سے آپ کے اور کافروں کے درمیانی تعلقات اور زیادہ سخت ہو گئے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے الگ الگ رہنے لگے اور ایک دوسرے سے کینہ رکھنے لگے اور قریش کے درمیان رسول اللہﷺ کے تذکرے عام طور پر رہنے لگے وہ آپ کے متعلق ایک کو دوسرے پر ملامت کرتے اور آپ کے خلاف ایک دوسرے کو ابھارتے اور آپﷺ اپنے مشن سے باز نہیں آتے تھے تو وہ سب مل کر ابو طالب کے پاس دوبارہ گئے اور ان سے کہا کہ: ''اے ابوطالب! آپ ہم میں بلحاظ عمر و نسب و رتبہ ایک خاص درجہ رکھتے ہیں اور ہم نے آپ سے استدعا کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہم سے روکے رکھیں لیکن آپ نے انہیں ہم سے نہیں روکا اور واللہ! ہم اس حالت پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں اور ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف بتایا جائے اور ہمارے معبودوں میں عیب نکالے جائیں یا تو ہم اسے اپنے متعلق ایسی باتیں کرنے سے روک دیں گے یا پھر اس سے مقابلے ٹھہرائیں گے اور پھر آپ اس میں دخل نہ دینا، یہاں تک کہ دونوں گروہوں میں سے کوئی ایک برباد ہو جائے۔'' (ایضاً، ج1، ص231)

(جاری ہے)

ما نگے کا اجالا

جب فرانسیسی مصنف والٹیئر سے جھوٹ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ''جھوٹ کے تین پاؤں ہوتے ہیں: پہلا یہ کہ تم جھوٹ بولنے میں ماہر ہو۔ دوسرا یہ کہ تمہارے پاس کچھ احمق لوگ ہوں، جو بغیر سوچے سمجھے جھوٹ کو دہراتے رہیں۔ اور تیسرا یہ کہ جو لوگ حقیقت جانتے ہیں، وہ اتنے بزدل ہوں کہ جو کچھ وہ جانتے ہیں، اس بارے میں خاموش رہیں کہ وہ جھوٹ ہے۔''

انتخاب:... محمد فیصل عرفان خان

جناب غلام یٰسین رحمۃ اللہ علیہ بھی چل بسے

مولانا قاضی احسان احمد

بجھا چراغ اٹھی بزم کھل کے رو اے دل
وہ سب چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم دینی درس گاہ مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے قدیم استاذ، خادم، موذن، خازن، شعبہ تعمیرات کے معاون، نگران سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے معاون، منتظم، سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس کے خورونوش اور دیگر ضروریات کے نگران محترم جناب غلام یٰسین صاحب ۳۱؍ دسمبر ۲۰۲۴ء بروز منگل صبح خالق حقیقی سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہیں، جب ہم بھائی اپنے والد محترم جناب قاضی فیض احمدؒ کے ہمراہ چناب نگر کانفرنس میں شرکت یا کورس کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی غرض سے آتے تو جناب یٰسین صاحب بڑے پُرتپاک اور محبت بھرے انداز اور لہجہ میں ملتے اور گرم جوشی سے گلے لگاتے، یوں جیسے برسوں سے بچھڑے ہوئے آج ملے ہیں۔

راقم مدرسہ میں زیر تعلیم ہوا، اولی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ سیّد محمد یوسف بنوری ٹاؤن کی شاخ ملیر میں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، درجہ ثانیہ سے لے کر دورۂ حدیث شریف کی تکمیل تک کا سفر جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد گلشن امداد شیخ الحدیث یادگار اسلاف پیکر صدق وصفا حضرت مولانا نذیر احمدؒ کے سایہ شفقت میں گزارنے کا موقع ملا۔ اس تعلیمی سفر کے دوران ہر سال سالانہ چھٹیوں میں چناب نگر ردِ قادیانیت کورس میں شرکت کی سعادت حاصل کرتا، اسباق میں بھی شرکت رہتی اور تشنگانِ علوم نبوت، وارثانِ پیغمبر کی خدمت میں کافی وقت گزرتا، اس دوران جناب یٰسین صاحب ہمہ جہت خدمات سرانجام دیتے ہوئے نظر آتے۔

فجر کی اذان کا وقت ہوا، اسپیکر پر جناب غلام یٰسین موجود ہیں، طلبا کے ناشتہ کی ترتیب کے لئے غلام یٰسین پیکر وفا، جذبہ خدمت سے سرشار مطبخ میں موجود ہوتے۔ عزیز طلبا اپنے اپنے اسباق میں مشغول ہوتے، موصوف مسجد کی صفائی کی طرف متوجہ ہوجاتے، بچوں کو سبق بھی پڑھاتے اور تختی لکھنا بھی سکھاتے، نماز ظہر سے قبل مارکیٹ کا چکر بھی لگا کر آتے اور ضروریاتِ مدرسہ کو پورا کرنے کا اہتمام کرتے۔ یوں تقریباً چار دہائیوں سے یہ سلسلہ چلتا آرہا تھا۔

راقم دورۂ حدیث شریف کا طالب علم تھا، ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے خط موصول ہوا کہ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحب سے جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر جمعہ پڑھانے کی اجازت طلب کریں، چنانچہ میرے محسن، مشفق ومربی حضرت شیخ الحدیثؒ نے بہت خوش دلی سے اجازت دی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ غالباً ۱۹۹۶ء کی بات ہے گویا آج سے تقریباً ۲۸ سال قبل۔ مرحوم غلام یٰسین صاحب مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر جامع مسجد ختم نبوت میں ہی مصروف خدمت ہوتے، بندہ جامعہ امدادیہ فیصل آباد سے آتا، مرحوم فوراً ناشتہ کا نظم بناتے۔

مدرسہ میں ایک طالب علم بھائی شاہد درجہ حفظ میں زیر تعلیم تھے، جو آج کل حرمین شریفین میں قیام پذیر ہیں، وہ بڑے اصرار سے مجھے محمدیہ مسجد ریلوے اسٹیشن لے جاتے، کبھی کبھار بھائی محمد رمضان جو دفتر مرکزیہ ملتان میں عرصہ دراز سے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جناب غلام یاسین ان ہر دو احباب کی تشکیل کرتے رہتے، یوں کام چلتا رہتا، جمعہ سے واپسی پر ایک مرتبہ پھر ملاقات ہوتی اور واپس جامعہ امدادیہ فیصل آباد چلا جاتا۔

دفتر ختم نبوت کراچی سے اکثر چناب نگر موصوف (جناب یٰسین صاحب) سے رابطہ ہوتا کسی نہ کسی کام میں مصروف ہوتے۔ فوراً رابطہ

کرتے جو کام ذمہ لگایا جاتا نہایت جانفشانی سے تکمیل تک پہنچاتے۔ انتہائی شریف النفس، ملنسار، شفیق انسان تھے۔ قربانی کے دنوں میں جانوروں کی خریداری، ذبح کا نظم، گوشت کی تقسیم، ان تمام مراحل کو بہت احسن طریقے سے نبھاتے اور خوب ترتیب سے عمل مکمل کراتے۔ بعدازاں قربانی کے ایک ایک حصہ دار کی الگ الگ رسید بنا کر بقیہ رقم کا مکمل حساب کراچی دفتر ارسال کرتے یوں مکمل صاف شفاف حساب رکھتے تھے۔

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی میں زیر تعلیم طلبا کے لئے کراچی دفتر سے کپڑوں کا نظم بنتا تو وہ چناب نگر بھیجے جاتے، آپ تمام طلبا کی جسامت کے مطابق سوٹ کی ترتیب قائم کرتے اور بچوں میں تقسیم کردیئے جاتے، یوں جو بھی کام ان کے ذمہ لگایا جاتا تو کہتے اس کام سے متعلق بے فکر ہوجائیں، آپ نے زندگی کی تقریباً ۴۰ سے زائد بہاریں ختم نبوت کے دفتر اور مرکز کی آبیاری کرتے ہوئے گزار دیں، یوں گلشن بخاری کے ایک کامیاب نگہبان بن کر وفادار سپاہی کی طرح دارین کی سعادتیں سمیٹتے رہے۔

اب سچے گھر کو واپسی کا وقت آپہنچا، بیماری تو ایک بہانہ ہے جانے کا۔ شوگر کے عارضہ کی وجہ سے کمزوری دامن گیر ہوگئی تھی، مگر روحانی قوتِ اور طاقت کی بنا پر اپنا کام جاری رکھا، کام میں کمی نہیں آنے دی۔ بیماری کی وجہ سے مدرسہ سے گھر چلے گئے مگر دل مدرسہ ختم نبوت میں اٹکا ہوا تھا، چنانچہ وفات سے ایک دن پہلے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر چلے آئے۔ ۳۰/دسمبر ۲۰۲۴ء بروز پیر کی شام مدرسہ میں آگئے، اس طرح جہاں سے عشق ومحبت کا سفر شروع کیا تھا وہیں مکمل کرنے کی سبیل اختیار کی۔ اگلے دن ۳۱/دسمبر ۲۰۲۴ء کی صبح جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی، یوں جیتے جی زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر قربان رکھی اور جان بھی اسی راستہ میں دے دی۔

مدرسہ عربیہ مسلم کالونی کے طلبا اور رہائشیوں نے اپنے محب کو اپنی دعاؤں سے الوداع کیا۔ حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جناب غلام یٰسینؒ آج دنیا کے گھر سے آخرت کے گھر کے سفر پر روانہ ہوئے۔ آبائی شہر کی طرف گاڑی روانہ ہوئی وہاں بھی مغرب کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی، علاقہ بھر سے لوگ عاشق رسول، خادم ختم نبوت کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ رب کریم مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں، آمین۔

☆☆ .... ☆☆

تبصرۂ کتب

کتاب کا نام: سیاست کے اصول واحکام پر مشتمل چالیس احادیث کا جامع مجموعہ

مصنف: مفتی شیر محمد علوی

زیرِ نگرانی شیخ الحدیث مفتی سید محمد مظہر اسعدی

صفحات: ۱۱۶ قیمت: درج نہیں

ناشر: مرکز الامام سیدنا زید بن علیؓ، آمنہ مسجد، گلستان فیصل، نزد اسٹیل مل چورنگی، نیشنل ہائی وے، کراچی۔

زیرِ تبصرہ کتابچہ اس لحاظ سے منفرد خصوصیت کا حامل ہے کہ مرتب نے اس میں سیاستِ اسلامیہ کے مختلف عنوانات پر احادیث مبارکہ کا ذخیرہ جو مختلف مآخذ میں منتشر تھا، یکجا کردیا ہے۔ چنانچہ سیاست کے اصول واحکام پر مشتمل یہ چالیس احادیث کا جامع مجموعہ ہے، جسے دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے، حصہ اول: اصولِ سیاست، حصہ دوم: تشکیلِ سیاست اور حصہ سوم: نظام حکومت پر مشتمل ہے، اور پھر ہر حصہ کے تحت ابواب اور ان کے تحت احادیث اور ان سے مستنبط ہونے والے اصول اور احکام کے علاوہ تاریخ سے ثابت شدہ باتوں کو مظاہر کے عنوان سے تحریر کیا ہے۔ اربابِ سیاست کے علاوہ اعوان وارکانِ سیاست کے لیے یہ خاصے کی شے ہے۔ امید ہے! باذوق حضرات اس کی پذیرائی فرمائیں گے۔

نوٹ:.... تبصرۂ کتب کے لئے کتاب کے دونسخوں کا موصول ہونا ضروری ہے۔ (ادارہ)

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مسئلہ فلسطین

ماضی، حال اور مستقبل

مولوی محمد احمد بن حافظ عبدالمالک

حیاتِ انسانی کا اہم عنصر عزت و آبرو ہے، ہر انسان اس کا خواہاں رہتا ہے اور اپنی ناموس اور حصولِ مرتبت کے لئے سرِ بازار پھرنا بھی گراں نہیں گزرتا اور پھر امانتی زندگی کے سیاہ و سفید خوشگواری میں تبھی بسر ہوسکتے ہیں، جب ملک وملت کی چاردیواری اور فصیلیں زمانے کے طاغوتوں کی بربریت وسفاکیت سے محفوظ ہوں، مگر حقیقت یہ ہے کہ چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی کی ستیزہ کاری روزِ اول سے تا امروز جاری ہے، حق وباطل کی کشمکش قدیم تاریخ رکھتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوتے ہی اسلام کی فصیلوں میں دراڑیں ڈالنے کا ابلیسی دور شروع ہوا، جو بلاتعطل جاری ہے، حق و باطل کی اس طویل کشمکش میں جہاں اہلِ باطل اور اہلِ کفر کی ریشہ دوانیوں، سازشوں اور نت نئے طریقوں سے حق کو ختم کرنے کی کوششوں اور عسکری، فکری، علمی، سیاسی، تہذیبی اور دیگر میدانوں میں حق پر حملہ آور ہونے کی داستانوں کی ایک طویل تاریخ ہے، وہاں باطل کے خلاف اہلِ حق کی کاوشوں، حق پر ڈٹ جانے اور مر مٹنے کے مبارک جذبوں، غلبۂ حق کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں، باطل کے ایوانوں میں گرجدار للکاروں اور ہر میدان میں باطل کو منہ توڑ جواب دینے والوں کی بھی ایک حسین اور قابلِ رشک تاریخ ہے۔

تاریخ کے اس باب کی ایک کڑی قضیۂ فلسطین کی ماضی اور حالیہ صورتحال کی حق وباطل کی جنگ بھی ہے، زمانے کے قدیم طرز و تسلسل کے ساتھ اس زمانے کے طاغوتوں کے لئے بھی اہلِ حق کا ایک کنبہ سینہ سپر ہے، اہلِ مصر کے باشندوں کی جماعت "حماس" آج بھی سرزمین انبیاء فلسطین کی حفاظت میں تن، من، دھن کی بازی لگا رہی ہے، اللہ تعالیٰ فتح وکامرانی سے سرخرو فرمائیں۔ آمین۔

فلسطین کا جغرافیہ:

فلسطین ملکِ شام کے جنوب مغربی علاقے میں واقع ہے۔ فلسطین براعظم ایشیا کے مغرب میں بحر ابیض متوسط کے ساحل پر واقع ہے۔ فلسطین کے شمال میں لبنان، شمال مشرق میں شام (سیریا)، مشرق میں اردن، جنوب مغرب میں مصر اور مغرب میں بحر ابیض متوسط ہے۔ فلسطین جغرافیائی اعتبار سے مستقیم ہے، شمال سے جنوب کی جانب اس کی لمبائی تقریباً ۴۳۰ کلومیٹر ہے، جبکہ چوڑائی شمال کی جانب تقریباً ۵۱ سے ۷۰ کلومیٹر درمیان ۲۷ سے ۹۵ کلومیٹر اور جنوب میں ۱۱۷ کلومیٹر تک کا رقبہ پایا جاتا ہے۔

فلسطین تین براعظموں: ایشیا، افریقا اور یورپ کے درمیان اور عالم اسلامی کے دونوں حصوں کے درمیان پل کا کام کرتا ہے، اس اعتبار سے وہ قدیم زمانے سے ہی مختلف قوموں کے لئے گزرگاہ کے طور پر بھی معروف رہا ہے۔

فلسطین ماقبلِ اسلام اور اسلام کے بعد تجارتی قافلوں کا مرکز رہا ہے۔ عرب تجارتی قافلے سردی اور گرمی کے تجارتی اسفار کے دوران جزیرۃ العرب سے آکر وہاں سے گزرتے تھے، جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

رقبہ:

فلسطین کل رقبہ تقریباً ۲۷۰۰۹ مربع کلو میٹر ہے، جبکہ ساحلی علاقہ ۷۰۴ مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے۔

مسجدِ اقصیٰ کا احاطہ:

مسجدِ اقصیٰ کا اطلاق اس پورے منطقے پر ہوتا ہے جو حرمِ قدسی کی چاردیواری کے اندر ہے جس کا رقبہ ۱۴۴ دونم (۱۴۴۰۰۰ مربع میٹر) پر مشتمل ہے، اس میں مسجد کا مستقف حصہ (جس کو "الجامع القبلی" کہا جاتا ہے) قبۃ الصخرۃ کی عمارت، مصلیٰ مروانی، اور حائط البراق سب شامل ہیں۔

فلسطین، القدس اور مسجدِ اقصیٰ کی اسلامی حیثیت:

اسلام میں بیت المقدس کو عظمت و بلندی اور تقدس کا مقام حاصل ہے، مشرق و مغرب میں موجود ہر مسلمان بیت المقدس کو تقدس کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اسی لئے تمام مسلمانوں پر

بیت المقدس کا دفاع کرنا اس کے مقدسات کو پامال ہونے سے بچانا اور اسے غیروں کے تسلط سے آزاد کرانا واجب ہے مسلمانوں کے نزدیک وہ قبلہ اول بھی ہے کہ بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسویں سال فرضیتِ نماز کے بعد سے تحویل قبلہ کے حکم تک اور ہجرت کے بعد ۱۶ یا ۱۷ ماہ اس کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے رہے، یہ سرزمین انبیاء اور رسول کا مسکن اور رباط وجہاد اور اسراء ومعراج کی سرزمین ہے، جیسے کہ قرآن اسے معراج کی سرزمین ہونے کی گواہی دیتا ہے: ”اَلْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ“ (بنی اسرائیل:۱)

ساتھ ساتھ اس کی تقدیس کو بھی بیان کرتا ہے: ”یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ“ (المائدہ:۲۱)

اسی طرح بعض احادیث سے بھی بیت المقدس کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق مسجد اقصیٰ کی طرف عبادت کی نیت سے سفر کرنا روا جانا گیا اور آزمائشی مراحل میں بیت المقدس کو لازم پکڑنے کا حکم ہوا کہ فتنوں کے دور میں جائے پناہ اور نزولِ برکت کی جگہ ہے، جیسا کہ حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کا مرکز اور جائے پناہ شام ہے۔“ (طبرانی مجمع الزوائد)

یہود ونصاریٰ کے نزدیک القدوس کا مقام:

یہود فلسطین کو اپنی موعودہ سرزمین تصور کرتے ہیں، جیسے کہ عہدِ قدیم میں مذکور ہے وہ اس کو اپنی تاریخ کا مرکز اور محور، اپنے انبیاء کا جائے مدفن اور یہودی مذہب کا مرکز سمجھتے ہیں۔

عیسائی بھی فلسطین کو اپنے دین کا مرکز تصور کرتے ہیں، کیونکہ وہیں حضرت مسیح کی ولادت ہوئی، وہیں ان کے مذہبی مراکز بھی ہیں ”القیامہ“ چرچ وہیں پر ہے، جس کے بارے میں وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح وہاں مدفون ہیں۔

فلسطین: ماقبلِ اسلام

فلسطین دنیا کا قدیم ترین متمدن علاقہ:

ارضِ فلسطین کو دنیا کے قدیم ترین متمدن علاقوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ آثارِ قدیمہ کے جدید انکشافات کے مطابق یہ پہلی سرزمین ہے، جہاں تقریباً گیارہ ہزار سال پہلے انسان نے کھیتی باڑی اور مستقل زندگی گزارنے کا انداز اختیار کیا۔

کنعانی اور یبوسی قوم فلسطین میں:

سب سے قدیم ترین معروف قوم جو فلسطین میں آباد ہوئی اور وہاں اپنے اثرات ڈالے، کنعانی قوم ہے، کنعانی تقریباً ۴۵ سال پہلے جزیرۃ العرب سے آئے، اسی لئے فلسطین پہلے ارض کنعان کے نام سے معروف ہوا پھر قبیلہ یبوسی ہجرت کر کے القدس علاقے میں پناہ گزیں ہوا اور اسی قبیلے کی اکثریت نے اسلام قبول کیا اور اسلام کی ترویج کے ساتھ ان کی زبان بھی عربی ہوگئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام انیسویں صدی (قبل مسیح) کے اخیر میں سرزمین کنعان پہنچے اور الخلیل شہر میں ان کی وفات ہوئی۔

فلسطین: حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں:

بارہویں صدی قبل مسیح میں بنی اسرائیل یوشع بن نون کی قیادت میں فلسطین میں داخل ہوئے۔ کنعانیوں اور فلسطینیوں کے ساتھ ان کی جنگ ہوئی گیارہویں صدی کی آخری تہائی میں طالوت نے بنی اسرائیل کی قیادت سنبھالتے ہوئے جالوت سے جنگ لڑی، جالوت کو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام نے قتل کیا، اس کے بعد سلیمان علیہ السلام آئے، جنہوں نے ۹۶۳ قبل مسیح سے لے کر ۹۲۳ قبل مسیح تک حکومت کی۔

عراقی دورِ حکومت:

بخت نصر کلدانی نے سن ۵۹۷ قبل مسیح میں فلسطین پر حملہ کردیا اور دارالسلطنت القدس پر قبضہ کرلیا، فلسطینی تاریخ کے ادوار میں سے یہ دور اہم سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس دور کو یہودی اپنے اس دعوے کے لئے بنیاد بناتے ہیں کہ وہ فلسطین کے سب سے زیادہ حق دار ہیں، اسی لئے وہ فلسطین کو ارضِ میعاد کہتے ہیں۔

ABS ESTD 1880 سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

فارسی دورِ حکومت:

ایرانیوں نے سن ۵۳۹ قبل مسیح میں فلسطین پر حملہ کیا اور عراق پر قبضہ کرنے کے بعد فلسطین پر بھی قبضہ کرلیا اور فلسطین مسلسل دو صدیوں تک فارسی (جو موجودہ ایران ہے) حکومت کے تابع رہا، پھر رومیوں نے اس پر قبضہ کیا، قریب تین صدیوں تک ان کا قبضہ رہا۔ پھر جب عرب مسلمانوں نے اس کو فتح کیا تو وہ عربی سلطنت کا ایک جزو بن گیا۔ رومی دورِ حکومت میں ہی فلسطین میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ولادت ہوئی، لیکن یہودیوں نے رومی بادشاہ کے سامنے ان پر کفر کا الزام لگا دیا، اس کے بعد ہی صلیب پر چڑھانے اور قتل کرنے کا واقعہ پیش آیا، جیسے کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔

فلسطین: عہدِ اسلامی کے آغاز سے صلیبیوں کے حملے تک:

طیطس رومی بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ آسمانی کے تقریباً پون صدی بعد بیت المقدس پر قبضہ کرکے یہودیوں کو نکال دیا تھا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے قبلۂ اول فتح کیا تو اس وقت جو دستاویز تیار کی گئیں ان میں بطورِ خاص عیسائیوں نے یہ شرط لکھوائی کہ یہودیوں کو یہاں آباد ہونے کا حق نہیں ہوگا۔

اُموی اور عباسی دورِ حکومت:

عہدِ اُموی میں فلسطین دمشق کے تابع رہا، اور خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں فلسطین عباسی سلطنت کے تابع ہوا۔

فلسطین: صلیبی دور سے عہدِ عثمانی کے اخیر تک:

پانچویں صدی ہجری کے آخر میں متحدہ صلیبی فوجوں نے یلغار کرکے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا اور وہاں لاطینی سلطنت کے قیام کا اعلان کردیا، بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ سن ۴۹۲ ہجری سے ۵۸۳ ہجری تک رہا۔ اس طرح ہم نو صلیبی بادشاہ اس حکومت کو سنبھالتے رہے۔ ۸۰ برس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے القدس شہر کو بروز جمعہ ۲۷/ رجب المرجب ۵۸۳ ہجری کو واگزار کراکے اس پر اسلامی پرچم لہرایا۔ سن ۶۵۸ تک ان کا اقتدار رہا، پھر سیف الدین قطز اور ظاہر بیبرس کی قیادت میں ممالیک سرزمین فلسطین میں ”عین جالوت“ کے معرکہ میں داخل ہوئے، اس معرکے میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی، جس نے اس علاقہ میں مغلوں کی پیش قدمی کو اور دخل اندازی کو روک دیا۔

فلسطین عہدِ عثمانی میں:

ترکی کے سلطان سلیم اول نے سن ۱۵۱۷ عیسوی میں اس پر قبضہ کرکے سلطنت عثمانیہ میں شامل کرلیا اور چار صدیوں تک فلسطین خلافتِ عثمانیہ کا ایک صوبہ رہا، پھر انیسویں صدی کے آخر میں سلطان عبدالحمید ثانی کو یہود کی جانب سے بہت بڑے لالچ کی پیشکش کی گئی تاکہ یہود کو فلسطین کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مل جائے، لیکن سلطان عبدالحمید نے پیشکش ٹھکراتے ہوئے نہایت واضح جواب دیا: میں فلسطین کی ایک بالشت مٹی سے بھی دستبردار نہیں ہوسکتا، سلطان عبدالحمید ثانی کے ردِّعمل سے یہود آپے سے باہر ہوگئے، ان کی خلاف سازشوں کا جال بُننا شروع کیا، ترکی کے اندر سے ہی ایک ترکی انجمن بنام ”انجمن اتحاد وترقی“ کے ذریعے کوشاں ہوگئے، اس انجمن کے لیڈروں میں ”مصطفیٰ کمال اتاترک“ بھی تھا، جو ”غازی“ کے لفظ سے معروف تھا، اس انجمن میں عثمانی لیڈروں کی ایک تعداد کو اپنے ساتھ شامل کرکے قلیل مدت میں اقتدار تک پہنچ گئی اور سلطان عبدالحمید ثانی کو معزول کرنے میں کامیاب رہی، اس طرح خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

فلسطین برطانوی انتداب کے دور میں:

یہودیوں میں ایک تحریک نے سر اٹھایا جو یہودی مذہب سے بالکلیہ مختلف تھی، یعنی تحریکِ صیہونیت، برطانیہ نے صیہونی منصوبے کی پوری پشت پناہی کی اور اس کے ایجنڈے کو آگے بڑھایا، جس کے نتیجے میں ۲/ نومبر ۱۹۱۷ء میں فلسطین میں یہودیوں کے لئے ایک قومی وطن کے قیام پر مشتمل ”بالفور اعلامیہ“ کا اعلان کیا۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

۱۹۱۸ء میں برطانیہ نے خطے پر قبضہ مکمل کرتے ہوئے فلسطینی اراضی کا ایک حصہ صیہونیوں کے حوالے کر دیا اور فلسطین میں برطانوی مندوب کی حیثیت سے ہربرٹ صموئیل یہودی کو متعین کر دیا گیا، جس نے فلسطین میں یہودیوں کی آباد کاری کی راہ ہموار کی۔

فلسطین کی تقسیم:

۱۹۴۸ء میں برطانیہ نے اقوام متحدہ کے ذریعے فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصے پر یہودیوں کی خود مختار سلطنت قائم کی گئی، جس پر صیہونی ریاست اسرائیل کے قیام کا اعلان کیا گیا، جبکہ دوسرا حصہ عرب ریاست قرار دیا گیا، اس موقع پر اردن نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور ۱۹۶۷ء تک ان کا اقتدار رہا، پھر اسرائیل نے عرب ریاستوں سے جنگ کرتے ہوئے ایک بار پھر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ میں بیت المقدس اور پورا فلسطین یہودیوں کے تسلط میں آ گیا، آج کا اسرائیل ۱۹۴۸ء کے اسرائیل سے تین گنا بڑا ہے اور وہ اپنی ریاست کی جغرافیائی سرحدات اور حدود اربعہ کا قائل نہیں ہے۔ اسرائیل محض فلسطینی علاقوں پر قانع نہیں ہے، بلکہ اسرائیل کی اپنی پارلیمنٹ میں صیہونی عزائم پر مشتمل جو عظیم تر اسرائیل کا نقشہ ہے، اس میں اردن، مصر، شام، عراق، سوڈان اور آدھا سعودی عرب (جس میں مدینہ منورہ بھی ہے) شامل ہے، یہ سارا علاقہ اسرائیل اپنی گرفت میں لینے کا منصوبہ رکھتا ہے۔

فلسطین کی آزادی میں عربی کردار:

عرب ریاستوں نے فلسطینی تنازع کے حل کے لئے مصری لیڈر جمال عبدالناصر کے لئے اقتدار کی راہ ہموار کی، لیکن ان کے پاس کوئی متفقہ لائحہ عمل نہ تھا، جس کی وجہ سے وہ فلسطینی مزاحمت کا کوئی منصوبہ نہ بنا پائے۔ لیکن ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ کو اس اعتبار سے کامیاب قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس میں معنوی طور پر مصر اور شام کامیاب ہوئے اور تحریک آزادیٔ فلسطین کو فلسطینی عوام کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا، لیکن ۱۹۷۴ء میں متعلقہ عرب ملکوں نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ شروع کر دیا اور ۱۹۷۸ء میں مصر نے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کر لیا، جس کی وجہ سے عرب صیہونی تنازع میں ایک اہم اور مضبوط ترین فریق الگ ہو گیا۔ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۸ء عراق، ایران جنگ سے بھی تحریک مزاحمت کو نقصان پہنچا۔

یہ تھے تاریخ کے سیاہ اوراق، جس میں فلسطین کے حقیقی باشندوں کو ان کے وطن سے دستبردار کیا جاتا رہا اور وہ آج تک اسی کیفیت کے ساتھ رہ رہے ہیں، لیکن جان لینا چاہئے کہ اسرائیل کا زوال بہت قریب ہے، جیسا کہ ہم قرآن و حدیث کی پیشین گوئیوں کے مطابق آگے بیان کریں گے۔

بیت المقدس: درپیش چیلنجز اور موجودہ صورتِ حال:

فلسطینی عوام ایک بار پھر صیہونی جارحیت کی زد میں ہیں، غزہ میں اسرائیل کی فضائی اور زمینی کارروائیوں نے ہزاروں فلسطینیوں کو خون میں نہلا دیا ہے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسرائیل غزہ کے غیور اور مظلوم فلسطینی مسلمانوں کی آزادی اور تشخص کو مکمل طور پر پامال کر دینے پر تل گیا ہے اور اسے حسب سابق مغربی قوتوں کی پشت پناہی برابر حاصل ہے۔ صیہونیوں کے یہ مظالم کوئی نئی کہانی نہیں، بلکہ ۱۹۴۸ء کے بعد سے یہ جارحانہ سلسلہ جاری ہے۔

۱۹۶۷ء میں صیہونیوں نے جب مشرقی القدس پر بھی قبضہ کر لیا، جس میں مسجد اقصیٰ بھی شامل ہے، اس وقت سے مشرقی القدس کی اسلامی شناخت کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں، اسی پس منظر میں ۳۰؍جون ۱۹۸۰ء کو باقاعدہ اعلان کر دیا گیا کہ القدس ہمیشہ کے لئے اسرائیل کا دارالحکومت رہے گا۔ اسرائیل کے وجود سے ۵۰ سال پہلے صیہونی تحریک کا بانی کہہ چکا ہے کہ: ”جب القدس شہر کو ہم حاصل کر لیں گے تو اس وقت میں زندہ رہوں یا نہ رہوں، لیکن اس میں وہاں کے ہر اس مقام کو خاکستر کر دوں گا جو یہودیوں کے نزدیک مقدس نہ ہوں گے۔“

جہاں تک حرم قدسی مسجد اقصیٰ کا تعلق ہے تو اس کی داستان تو اور زیادہ المناک ہے، بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں یہودیوں نے حائط البراق (جس کو دیوار گریہ کہتے ہیں) کے بارے میں مختلف دعوے کرنا شروع کر دیئے اور حائط البراق کے متصل المغاربہ محلے کو مکمل طور پر زمیں بوس کر دیا، حالانکہ یہ پورا رقبہ اسلامی وقف ہے، جس کے ثبوت دستاویزات کی شکل میں محفوظ ہیں، مسجد اقصیٰ کے نیچے اور آس پاس کھدائی کی منظم کوششیں کی جارہی ہیں۔ ۱۹۶۷ء سے ۲۰۰۰ء تک کھدائی کا عمل نہایت رازداری اور سرعت کے ساتھ پورا کیا گیا اور ۱۹۸۹ء میں امناء الہیکل تنظیم نے مسجد اقصیٰ کے گیٹ کے متصل ہیکل کی تعمیر کی بنیاد رکھ دی۔ (جاری ہے)

چناب نگر ختم نبوت کورس

امت مسلمہ کے لیے ایک لازمی ضرورت

محمد اسامہ پسروری

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کی بنیاد اور دین کا ایک اہم ستون ہے۔ یہ عقیدہ ہمیں اس حقیقت کی یاد دلاتا ہے کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور اجماع امت اس عقیدے کی حقانیت پر واضح اور غیر متزلزل دلائل پیش کرتے ہیں۔

ختم نبوت کے حوالے سے صحیح علم اور شعور کو عام کرنے کے لیے ختم نبوت کورس کا اہتمام ایک نہایت اہم اقدام ہے۔

یہ کورس جو مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۸ رفروری سے ۲۵ رفروری تک منعقد ہو رہا ہے، امت کے لیے ایک لازمی ضرورت بن چکا ہے۔

یہ کورس گزشتہ ۴۲ سالوں سے قادیانیت کے گڑھ چناب نگر میں منعقد ہو رہا ہے اور ہزاروں افراد اس سے فیضیاب ہو چکے ہیں۔ آج کے دور میں امت مسلمہ کو مختلف فتنے اور گمراہ کن نظریات کا سامنا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت پر حملے، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے ذریعے، امت میں انتشار اور فتنہ پھیلانے کی مذموم کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان حالات میں امت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کو سمجھیں اور دوسروں تک اس کا صحیح علم پہنچائیں۔ ختم نبوت کورس اس مقصد کے حصول میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کورس میں قرآن وسنت اور سیرت نبوی کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

کورس میں مناظرہ کے ماہرین فن باقاعدہ طور پر سبقاً لیکچر دیتے ہیں، جس سے شرکاء کو پختہ علمی بنیادیں فراہم ہوتی ہیں۔

کورس کے فوائد:

یہ کورس نوجوان نسل کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرانے، فتنوں کا علمی رد کرنے اور ان کے ایمان کو مضبوط بنانے میں مدد دیتا ہے۔

یہ کورس قادیانیت اور دیگر گمراہ کن نظریات کے خلاف مضبوط دلائل اور حقائق فراہم کرتا ہے تاکہ مسلمان اپنے عقیدے کا دفاع بہتر انداز میں کر سکیں۔

یہ کورس امت کو عقیدے کی بنیاد پر متحد کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے، کیونکہ یہ عقیدہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ اثاثہ ہے۔ ختم نبوت کورس امت مسلمہ کے لیے ایک اہم ضرورت ہے جو عقیدے کی حفاظت، علمی بیداری اور اتحاد امت کے لیے ناگزیر ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس کورس میں حصہ لے اور اپنے خاندان، دوستوں اور معاشرے میں ختم نبوت کے پیغام کو عام کرنے کا ذریعہ بنے۔ یہ عمل نہ صرف دین کی خدمت ہے بلکہ آخرت میں کامیابی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا بہترین ذریعہ بھی ہے۔

”اللّٰھم ثبتنا علی دینک واحفظ عقیدتنا حتیٰ یوم القیامة“ ☆☆

انتقالِ پُر ملال

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ کے برادر کبیر حضرت مولانا رب نواز جلالپوریؒ کے فرزند حافظ صہیب احمدؒ ۸ رجنوری ۲۰۲۵ء بروز بدھ حرکتِ قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ اسی روز عشاء کے بعد جامع مسجد و مدرسہ خاتم النبیین کوٹری میں ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا مفتی خالد محمود، امیر مجلس کراچی حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور سیّد انوار الحسن نے مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے جنازے میں شرکت کی اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کیا۔ قارئین ہفت روزہ سے مرحوم کے لئے ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

جامعہ ابی ابن کعب ڈیرہ اسماعیل خان:

جامعہ کے بانی ہمارے بہترین دوست مولانا قاری احسان اللہ احسان مدظلہ ہیں۔ درجہ رابعہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ تجوید وقرأت کی معیاری درس گاہ ہے۔ ۱۶؍دسمبر ۲۰۲۴ء عشاء کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ راقم نے ’’حضرت صدیق اکبرؓ، بحیثیت قائد تحریک ختم نبوت قائد اول‘‘ کے عنوان پر بیان کیا۔ پشاور سے تشریف لائے ہوئے پیر طریقت حضرت مولانا ڈاکٹر فدا محمد خان مدظلہ نے بھی حضرت صدیق اکبرؓ کی سیرت مبارکہ پر تفصیلی اور سیر حاصل گفتگو کی۔ تقریب کی صدارت قاری احسان اللہ احسان مدظلہ نے کی۔ ۱۷؍دسمبر صبح کی نماز کے بعد راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی تاریخ بیان کی۔

جامعہ سراج العلوم ڈیرہ اسماعیل خان:

جامعہ کے بانی دارالعلوم دیوبند کے فاضل، مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا سراج الدینؒ تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندارجمند مولانا خلیل احمد سراج مدظلہ نے مدرسہ کا انتظام وانصرام سنبھالا۔ ۱۷؍دسمبر صبح ۱۰ بجے راقم کا بیس، پچیس منٹ بیان ہوا۔

جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان:

جامعہ کے بانی فاضل دیوبند حضرت مولانا علاؤالدینؒ تھے، جو تقریباً اسّی (۸۰) سال ادارہ کی خدمت کرتے رہے۔ قاری احسان اللہ احسان کی سرکردگی میں گیارہ بجے کے بعد بیان ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا اشرف علی مدظلہ نے وفد کا استقبال کیا۔ مجلس ڈیرہ کے نائب امیر مولانا محمد شعیب گنگوہی،

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

قاری محمد خالد گنگوہی اور ہمارے بہت ہی مہربان اور علم دوست مولانا غلام رسولؒ کے فرزند ارجمند جناب فضل الرحمٰن جو گورنر خیبر پختونخواہ کے ایڈوائزر ہیں نے خصوصی شرکت کی۔ بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ اسماعیل خان کے امیر مولانا قاری محمد طارق مدظلہ کی عیادت کی اور ظہر کی نماز ان کی مسجد میں ادا کی۔ چناب نگر کانفرنس کے موقع پر ان کے بازو کا فریکچر ہوگیا تھا، آپ سے مختلف جماعتی امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ قاری صاحب نے فرمایا کہ ہم مجلس کے دفتر کے لئے قطعۂ اراضی خریدنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ راقم نے کہا کہ مجلس کے کام کے لئے جہاں جہاں دفاتر قائم ہیں۔ تمام دفاتر کی جگہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کے نام رجسٹری وانتقال ہوتا ہے۔ رجسٹری وانتقال کے وقت یہ مدنظر رہے۔

جامعہ قادریہ بھکر:

صوبہ خیبر پختونخواہ کا دس روزہ دورہ مکمل کرنے کے بعد بھکر اور لیہ کے مبلغ مولانا محمد نعیم سلمہ کی معیت ورفاقت میں جامعہ قادریہ بھکر میں حاضری ہوئی۔ جامعہ قادریہ کا سنگ بنیاد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ نے ۱۹۹۸ء میں رکھا۔ ادارہ کے بانی فاضل اجل عالم دین عارف باللہ حضرت مولانا محمد عبداللہ نوراللہ مرقدہ جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیمی ارکان میں سے تھے ۱۹۵۶ء میں جب جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ امیر اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے تو مولانا ہزارویؒ نے مولانا موصوف کو جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا حکم دیا تو موصوف نے فرمایا کہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے خدام میں سے ہوں۔ مجلس کے بزرگوں امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے اجازت کے بغیر کسی اور جماعت میں شمولیت کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ چنانچہ مولانا جالندھریؒ سے اجازت ملنے کے بعد جمعیت علماء اسلام میں شمولیت اختیار فرمائی، لیکن تحفظ ختم نبوت کا محاذ ان کی ترجیحات میں رہا۔ جمعیت کے مقامی، ضلعی، صوبائی امیر کے عہدوں پر فائز رہے اور آخر میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرستوں میں سے تھے۔ ۱۱؍دسمبر 2015ء تک مجلس، جمعیت اور جامعہ قادریہ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ ۱۱؍دسمبر وفات کے بعد ان کے فرزند مولانا صفی اللہ مدظلہ مہتمم مقرر ہوئے۔ رات کا قیام جامعہ قادریہ میں رہا۔ جامعہ میں

دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۱۸؍دسمبر ۲۰۲۴ء صبح کی نماز کے بعد جامعہ قادریہ میں بیان ہوا، یہاں بیس پچیس ساتھیوں نے چناب نگر کورس میں شرکت کے لئے نام لکھوائے۔

ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ کی تعزیت:

ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ بھکر کے بابا طوفانؒ تھے۔ انہوں نے اپنی حیات مستعار میں بھکر، میانوالی اور مضافات میں قادیانیوں کے دانت کھٹے کئے رکھے اور کسی قادیانی افسر کو ٹکنے نہیں دیا۔ مجذوب صفت بزرگ تھے۔ عالم نہ ہونے کے باوجود بڑے بڑے علماء کرام جتنا کام کرنے کی سعادت حاصل کی۔ مولانا محمد علی صدیقیؒ جنہوں نے تھرپارکر، میرپورخاص اور بالائی سندھ میں قادیانیوں کا ناک میں دم کئے رکھا، انہیں کے فرزند ارجمند تھے۔ آخری عمر میں اپنے فرزند ارجمند مولانا محمود حسن فریدی سلمہ فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے مدرسہ میں قیام پذیر رہے، ان کی وفات پر راقم حاضر نہ ہوسکا۔ ۱۷؍دسمبر ۲۰۲۴ء عصر کی نماز ان کے ہاں ادا کی اور ان کے اہل خانہ سے اظہارِ تعزیت کیا۔

جامعہ اشرف المدارس لیہ:

جامعہ کے مہتمم ہمارے خیرالمدارس کی تعلیم جلالین شریف کے ساتھی مولانا عبدالرحمٰن جامی ہیں۔ گیارہ بجے صبح ان کے ادارہ میں بیان ہوا۔ یہاں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ مقامی یونٹ کے احباب مولانا عبدالشکور گرواں، قاری محمد امین، مولانا احسان اللہ سے ملاقات ہوئی۔ مدرسہ میں بیان ہوا۔ پندرہ بیس طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کے لئے نام لکھوائے۔

مدرسہ رحیمیہ تعلیم القرآن کوٹ سلطان:

مدرسہ کا سنگ بنیاد ۱۹۹۵ء میں قاری عبدالغفور رحیمی نے رکھا۔ ۷۵ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔ تجوید کی تین کلاسیں ہیں، ۱۸؍دسمبر ۲۰۲۴ء ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

جامعہ شرف الاسلام قاسمیہ:

جامعہ کے بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید فاروقیؒ تھے۔ موصوف دارالعلوم کبیر والا کے فاضل مولانا عبدالخالقؒ المعروف حضرت صدر صاحب کے اخص الخاص شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کی وفات (۷؍جنوری ۲۰۲۱ء) کے بعد آپ کے فرزند اکبر مولانا عبیداللہ جامعہ کے مہتمم اور سعید اللہ ناظم اعلیٰ قرار پائے۔ ۱۸؍دسمبر بعد نماز مغرب بیان ہوا۔

مولانا قاری خدا بخش مدظلہ:

مجلس کے مقامی یونٹ چوک سرور شہید (چوک منڈا) کے امیر ہیں، مدرسہ فاروقیہ کے مہتمم اور جامع مسجد فاروقیہ کے خطیب و امام ہیں۔ قبل از مغرب ملاقات ہوئی۔ آپ کے فرزند ارجمند مفتی عزیز الرحمٰن سلمہ متحرک اور فاضل عالمِ دین ہیں، مجلس کے معاملات میں بھرپور دلچسپی رکھتے ہیں۔

جامعہ خیرالمدارس ملتان:

جامعہ خیرالمدارس آج سے تقریباً ۹۵ سال پہلے جالندھر میں قائم ہوا۔ قیامِ پاکستان کے بعد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دو خلفاء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ لاہور میں جمع ہوئے اور غور و فکر شروع کیا کہ لاہور میں جو عروس البلاد ہے، دارالعلوم دیوبند طرز کا ادارہ قائم کیا جائے اور اس کا نام کیا ہو؟ حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ نے امرتسر میں جو ادارہ تھا، وہ نام پیش کیا۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے خیرالمدارس نام پیش کیا جو جالندھر میں تھا۔ جب نام رکھنے میں اختلاف رائے ہوا، تو مولانا خیر محمدؒ نے فرمایا کہ ہم دونوں نام چھوڑ کر اپنے شیخ کے نام سے جامعہ اشرفیہ نام رکھتے ہیں۔ اس طرح جامعہ اشرفیہ کے نام سے نیلا گنبد لاہور میں جامعہ اشرفیہ کا آغاز ہوا۔

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت مولانا خیر محمدؒ ادارہ بنانے کا سوچ رہے ہیں تو مولانا جالندھریؒ نے حضرت مولانا خیر محمدؒ سے درخواست کی کہ آپ ملتان تشریف لائیں، تو مولانا جالندھریؒ کی تجویز پر حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ملتان تشریف لے آئے، مولانا جالندھریؒ نے اپنا ادارہ جو جامعہ محمدیہ کے نام سے جامع مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان میں تقسیم سے پہلے معرض وجود میں آچکا تھا تو اپنا ادارہ اور اس کا تمام اثاثہ از قسم کتب، چارپائیاں، تپائیاں اور امام القراءؒ حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ جو مولانا جالندھریؒ کی دریافت تھے سب کچھ حضرت مولانا خیر محمدؒ کے سپرد فرما کر اپنے آپ کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا۔

دیکھتے ہی دیکھتے خیرالمدارس مدرسہ سے جامعہ بن گیا۔ آپ خیرالمدارس ملتان ملک کے

عظیم جامعات میں سے ہے۔ ہزاروں تشنگان علم سیرابی حاصل کر چکے پوری دنیا میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ راقم کو بھی ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت والے سال جلالین شریف والے سال والی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مولانا خیر محمدؒ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد شریفؒ مہتمم بنائے گئے، ان کی وفات کے بعد سے حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری خیرالمدارس ملتان کے مہتمم و منتظم ہیں، آپ کے دورِ اہتمام میں خیرالمدارس نے علمی ترقی کے ساتھ تعمیرات میں بھرپور ترقی کی۔ کئی منزلہ دارالقرآن، وسیع وعریض اور خوبصورت مسجد تعمیر ہوئیں۔ ۲۵/ دسمبر کو عصر کے بعد بیان کرنے کا شرف حاصل ہوا، جامعہ کے استاذ التفسیر حضرت مولانا محمد عابد مدظلہ نے بھرپور تائید کی۔

مبلغین کا سہ ماہی اجلاس:

۲۶/ دسمبر کو مبلغین کا سہ ماہی اجلاس منعقد ہوا۔ ۲۷/ دسمبر جمعۃ المبارک سے پہلے جلالپور پیروالا کی جامع مسجد امیر حمزہ میں ۱۲ بجے سے بارہ بج کر چالیس منٹ تک بیان ہوا اور سوا ایک سے دو بجے تک جامع مسجد بلال مین بازار جلالپور پیروالا میں بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

گوہر شاہیوں سے برأت کا اعلان:

کہروڑپکا میں گوہر شاہیوں نے جلسہ منعقد کیا جب اہل اسلام کو علم ہوا تو انہوں نے احتجاج کیا۔ جلسہ منعقد کرانے والے افراد حاجی محمد رمضان ولد حاجی امام بخش، محمد وسیم ولد محمد رمضان، محمد امین ولد محمد رمضان، محمد ندیم ولد محمد رمضان، محمد نعیم ولد محمد رمضان نے حلفیہ بیان کے ذریعہ کہا کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ گوہر شاہی فتنہ، اسلام کی توہین کرنے والا اور کفریہ عقائد و نظریات کا حاصل گروہ ہے، جن کے عقائد و نظریات قادیانیوں سے ملتے جلتے ہیں۔ ہمیں مقامی علماء کرام نے ان کے عقائد و نظریات بحوالہ بتلانے اور دکھلائے۔ ہم ان عقائد و نظریات سے لاعلم تھے۔ اب ہم ان عقائد و نظریات سے برأت کا اعلان کرتے ہیں۔ گوہر شاہی اور اس کے ماننے والوں پر لعنت بھیجتے ہیں اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج اور کافر سمجھتے ہیں اور لاعلمی میں انہیں بلانے اور جلسہ کرانے میں جو ہم سے کوتاہی ہوئی ہے۔ اس پر معافی کے طلبگار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس غلطی کو معاف اور توبہ کو قبول فرمائے۔ جن مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی، ہم ان سے معافی کے طلب گار ہیں۔

جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں جلسہ:

گوہر شاہیوں نے ۲۱/ دسمبر کو جلسہ کیا، جب مقامی علماء کرام کو معلوم ہوا تو انہوں نے ۲۲/ دسمبر کو صبح ۱۱ بجے سے دو بجے تک جامعہ باب العلوم میں جلسہ منعقد کیا۔ صدارت جامعہ کے منتظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن مدنی نے کی۔ جلسہ سے دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث علماء کرام نے خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، مجلس احرار اسلام سمیت دیوبندی جماعتوں، دارالقرآن باب العلوم، بیت العلم کے اساتذۂ کرام سمیت تقریباً ایک سو جماعتی علماء کرام اور کارکنوں نے شرکت کی اور گوہر شاہیوں کے کفریہ عقائد ونظریات کا بھرپور تعاقب کرنے کا عہد کیا۔ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ہے۔ مولانا شجاع آبادی نے ان کے کفریہ عقائد پر روشنی ڈالی، کہروڑپکا کے علماء کرام کے بروقت تعاقب پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ گوہر شاہیوں کے سہولت کاروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے نیز جلسہ کرانے والوں نے حلفیہ بیان کے ذریعہ کہا کہ ہمیں ان کے کفریہ عقائد کا علم نہ تھا ہم نے محبت رسول کے جذبہ سے سرشار ہو کر جلسہ کرایا، جس پر ہم بھرپور ندامت کا اظہار کرتے ہیں۔ (علی حبیب امیر جمعیت علماء اسلام تحصیل کہروڑپکا)

جامعہ رحیمیہ دنیا پور میں مولانا شجاع آبادی کا خطاب:

جامعہ رحیمیہ کے بانی جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل مولانا رحیم بخشؒ تھے۔ انہوں نے ادارہ کی بنیاد ۱۹۸۲ء میں رکھی، سنگ بنیاد کی تقریب میں حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے (سابق) مہتمم مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ شامل ہوئے اور بنیادی اینٹ رکھی، مولانا رحیم بخشؒ متحرک عالم دین تھے۔ انہوں نے مکتب سے آغاز کیا اور جامعہ بنا دیا۔ خامسہ تک درجہ کتب ۷۵ طلبا، بنین و بنات کی تعداد ۴۰۰

کے قریب ہے۔ مولانا رحیم بخشؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر مولانا حسین احمد مہتمم بنائے گئے جو جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل ہیں۔ ان کی دعوت پر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۲۱؍دسمبر ۲۰۲۴ء مغرب کی نماز کے بعد خطاب کیا تو طلبا نے نام لکھوائے، جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے منتظم مولانا حبیب الرحمٰن مدنی نے خصوصی شرکت کی۔ رات آرام و قیام جامعہ خالد ابن ولیدؓ گھنگی وہاڑی اور ۲۳؍دسمبر صبح کی نماز کے بعد طلبا اور اساتذہ کرام میں بیان کیا۔ جامعہ کے بانی حضرت مولانا ظفر احمد قاسمؒ تھے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں اور سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مولانا ظفر احمد قاسمؒ کے بعد ان کے فرزندان گرامی مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا خلیل الرحمٰن اور مولانا عبید الرحمٰن نظم چلارہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال کے امیر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی مدظلہ کے فرزند اکبر کی معہد الفقیر جھنگ سے دستار بندی ہوئی، تو حضرت خواجہ صاحب نے علمائے خانیوال کی دعوت کی۔ بندہ بھی مقامی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی کے ہمراہ اس خوشی میں شریک ہوا۔

دارالعلوم کبیروالا:

جنوبی پنجاب کا عظیم تعلیمی ادارہ ہے، جسے حضرت مولانا عبدالخالقؒ المعروف حضرت صدر صاحب نے قائم کیا، اسے حضرت مولانا منظور الحقؒ (جو امام الصرف تھے)، حضرت مولانا ظہور الحقؒ، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا سید فیض علی شاہ، حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ، حضرت مولانا مفتی محمد انورؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالقادرؒ، حضرت مولانا ارشاد احمدؒ جیسے شیوخ حدیث کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ حضرت مولانا ارشاد احمدؒ کا ۲۰۲۳ء میں انتقال ہوا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا مفتی حامد حسن مدظلہ مہتمم اور مولانا اویس احمد نائب مہتمم بنائے گئے۔ ۲۳؍دسمبر ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ مولانا عبدالستار گورمانی کی رفاقت و معیت حاصل رہی۔

جامعہ حنفیہ قادریہ صادق آباد ملتان:

جامعہ کے بانی دارالعلوم کبیروالا کے فاضل، ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے تلمیذ رشید اور استاذ محترم پیر طریقت حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد نواز سیال بانی ہیں۔ دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ بیس کے قریب طلبا نے چناب نگر کورس میں شمولیت کا ارادہ کیا۔

جامعہ نعمانیہ سلیمانیہ قدیر آباد:

جامعہ ہذا کی بنیاد ۱۹۰۵ء میں نواب احمد یار خان خاکوانیؒ نے رکھی اور جامعہ کے لئے وسیع اراضی وقف کی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند صوفی عطا محمد خان خاکوانیؒ کے دور میں حضرت مولانا عبدالخالقؒ بانی دارالعلوم کبیروالا، شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف، مولانا عبدالرحیم، مفتی فیض اللہ، مولانا امیر عالم خدمات سرانجام دیتے رہے۔ فی الوقت مولانا عطاء الرحمٰن شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ ۲۴؍دسمبر صبح گیارہ بجے جامعہ میں حاضری ہوئی۔ تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا، ۱۵ طلبا نے نام لکھوائے۔

العصر تعلیمی مرکز پیر محل:

اس ادارہ کے بانی ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید مفتی محمد شیراز مدظلہ ہیں، آپ نے ۲۰۰۵ء میں ایک ایکڑ زمین پر ادارہ قائم کیا۔ سنگ بنیاد حضرت الاستاذ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے رکھا، خوبصورت اور دیدہ زیب عمارت میں حفظ قرآن اور دورۂ حدیث شریف سمیت تمام علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ ۳۰؍دسمبر ۲۰۲۴ء بارہ تا ساڑھے بارہ بجے تک بیان ہوا۔ دودرجن طلبا نے کورس میں شرکت کے لئے نام لکھوائے۔

جامعہ ربانیہ بستی ریاض المسلمین پھلور:

جامعہ کی خدمات تقریباً ایک صدی پر محیط ہے، دسیوں شاخیں پورے علاقہ میں مصروف تعلیم ہیں راقم کے دو استاذ محترم یہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد۔ اس وقت ادارہ کا اہتمام مولانا محمد امین ربانی مدظلہ کے ہاتھوں میں ہے، سینکڑوں طلبا دورۂ حدیث سمیت تعلیم حاصل کررہے ہیں، ۳۰؍دسمبر ۲۰۲۴ء ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ یہاں بھی دو درجن طلبا نے کورس میں شرکت کے لئے نام لکھوائے۔

مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن:

مدرسہ کے بانی ہمارے سابق مبلغ مولانا ضیاء الدین آزاد مدظلہ کے والد گرامی مولانا حافظ حسام الدینؒ تھے۔ آپ نے یہ ادارہ قیام پاکستان کے متصل بعد ۱۹۴۸ء میں قائم کیا۔ یہ ادارہ اہل حق کا مرکز رہا ہے۔ شاہ جیؒ، مولانا جالندھریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ سمیت مجلس اور جمعیت کے تمام راہنما اس میں تشریف لاتے رہے ہیں۔ ہمارے محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوریؒ بانی دارالعلوم رحیمیہ ملتان کے والد محترم مولانا شفیع ہوشیار پوری یہاں سالہا سال خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آج کل تحفیظ القرآن اور ابتدائی کتب کی تعلیم ہوتی ہے۔ ۳۰؍دسمبر ۲۰۲۴ء عصر کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا۔ رات آرام و قیام جامعہ دارالقرآن فیصل آباد میں رہا۔ جس کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ کے فرزند نسبتی حضرت مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ ہیں۔

جامعہ دارالقرآن مسلم ٹاؤن فیصل آباد:

جامعہ تجوید و قرأت اور گردان کی معیاری درسگاہ ہے، ہر سال سینکڑوں حفاظ گردان اور تجوید وقرأت سے دستار فضیلت حاصل کرتے ہیں۔ ہماری مرکزی کانفرنسوں کی سیکورٹی کے فرائض بھی دارالقرآن کے طلباء و اساتذہ کرام سرانجام دیتے ہیں۔ مجلس فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ کے یہاں ہر کلاس کا امیر مقرر کیا ہوا ہے۔ ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۴ء صبح نوتا ساڑھے نو بجے تک بیان ہوا۔ پچاس کے قریب طلبا نے نام لکھوائے۔

جامعہ مدینۃ العلم بکر منڈی فیصل آباد:

جامعہ کے بانی مولانا قاری محمد الیاس مدظلہ ہیں۔ موصوف نے اسی نام سے امریکا کی کسی ریاست میں ادارہ قائم کیا ہوا ہے۔ جہاں تمام تعلیم ہوتی ہے۔ جامعہ مدینۃ العلم کا انتظام آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد نواس سلمہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ گیارہ سے ساڑھے تک بیان ہوا، بیس، پچیس طلبا نے نام لکھوائے۔

جامعہ اسلامیہ محمدیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد:

جامعہ کے بانی مولانا عبدالرزاق مدظلہ ہیں۔ خوبصورت تین منزلہ عمارت اور دیدہ زیب مسجد میں تعلیم و تعلّم کا سلسلہ ہوتا ہے۔ سینکڑوں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ۳۱؍دسمبر ۲۰۲۴ء عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ ۱۵، ۲۰ طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

جامعہ حسینیہ باب العلوم ڈھڈی والا فیصل آباد:

جامعہ کے بانی استاذ القراءؒ والحفاظ حضرت مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ ہیں۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی انتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف تک تعلیم ہوتی ہے۔ دس طلبا نے نام لکھوائے۔ مجلس فیصل آباد کے قائم مقام امیر مولانا سیّد خبیب احمد شاہ کے عشائیہ میں شرکت کی۔

حافظ علاؤ الدینؒ ماموں کانجن:

حافظ علاؤ الدینؒ مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن کے بانی حضرت حافظ حسام الدینؒ کے فرزند ارجمند اور مجلس کے سابق جانباز مبلغ مولانا ضیاء الدین آزاد مدظلہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ برتنوں کی دکان بنائی اور اس سے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ حافظ حسام الدینؒ کو اللہ پاک نے تین بیٹے عطا فرمائے۔ بڑے بیٹے ظہیر الدین پہلے وفات پا چکے ہیں۔ منجھلے بیٹے ہمارے مولانا ضیاء الدین آزاد مدظلہ ہیں جو گوجرانوالہ، کنری سندھ، کوئٹہ اور دوسرے علاقوں میں مبلغ رہے۔ جہاں بھی رہے دھڑلے سے رہے۔ آج کل بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہیں۔ کمزوری اور عوارض کے باوجود ہر سال ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت فرماتے ہیں۔ موصوف ۲۰۲۴ء کی کانفرنس میں بھی شریک تھے۔

حافظ علاؤ الدین صوم وصلوٰۃ کے پابند اور صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ ۲۵؍دسمبر ۲۰۲۴ء صبح سات بجے انتقال ہوا۔ رات عشاء کی نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری علیم الدین شاکر مدظلہ کی اقتدا میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ راقم نے ۳۰؍دسمبر ۲۰۲۴ء ان کے فرزندان گرامی سے تعزیت کا اظہار کیا اور ان کے والد محترم کے قائم کردہ مدرسہ احیاء العلوم کی جامع مسجد میں عصر کی نماز کے بعد دعائے مغفرت کرائی۔

☆☆ .... ☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

32 واں سالانہ

ختم نبوت

کورس

8 فروری 2025 تا 25 فروری 2025

بمقام

مدرسہ عربیہ ختم نبوت

مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

زیر سرپرستی

پیر طریقت رہبر شریعت ولی کامل حضرۃ مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی حفظہ اللہ نقشبندی مجددی صاحب

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

خواہش مند طلباء اس نمبر پر درخواست وٹس ایپ کریں

+923014151159

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670

منجانب شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت